



زاد السالكين

للسنة



بإشراف

حضرت مولانا خواجہ
مفتی بشیر احمد شاہ جمالی
معه عطاء العلوم شائع جمال

ناشر

مکتبہ الفیض





مکتبہ الفاروق

6-A دارش روڈ لاہور

9331-422888, 0332-6067050

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ

اور زادِ راہ یعنی راستے کا خرچ ساتھ لے جاؤ کیونکہ بہتر فائدہ
زادِ راہ کا پرہیز گاری ہے۔

زَادُ السَّالِكِينَ

تالیف لطیف

مفسر قرآن، شیخ الحدیث
حضرت خواجہ مولانا مفتی بشیر احمد صاحب شاہ جمالی مدظلہ العالی
مہتمم جامعہ عطاء العلوم شاہ جمال جام پور روڈ، ڈیرہ غازی خان

ناشر

مکتبۃ الفیض

6-A وارث روڈ لاہور

0331-4275955, 0323-4328654

0332-6052850, 0307-4037113

زاد الشیخ الاسلام

حضرت اقدس مولانا مفتی بشیر احمد صاحب شاہ جمالی مدظلہ العالی

حافظ ناصر محمود 0307-4037113

اپریل 2014

مولانا قاری محمد رفیق صاحب

(خاک پائے حضرت خواجہ مفتی بشیر احمد صاحب شاہ جمالی مدظلہ العالی)

مکتبہ الفیض لاہور 03314275955

نام کتاب

مؤلف

سرورق

اشاعت

باہتمام

ناشر

قیمت

ملنے کے پتے

☆ مکتبہ سید حبیب اللہ شاہ وارش روڈ لاہور 0323-4328654

☆ مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور

☆ مکتبہ ہاشمیہ اردو بازار لاہور

☆ مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور

☆ مکتبہ الحرمین غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

☆ مکتبہ شہید اسلام سرکزی جامع مسجد (لال مسجد) اسلام آباد

☆ ادارۃ الانور بنوری ٹاؤن کراچی

☆ مکتبہ اشاعت النیر بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

والصلوة والسلام علی رسولہ الکریم

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے اندر جس عمل کی کمزوری دیکھتا ہوں تو اس کا وعظ شروع کر دیتا ہوں۔ اللہ پاک اپنی رحمت سے میری توفیق کو پھر مضبوط کر دیتے ہیں۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ان کے لیے تو ایسا نفع ہے لیکن ہماری یہ حالت اعمال کے بارے حقیقتاً ناقلاً نہ ہے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں غفلت اور سستی کا علاج بتایا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ نوافل پڑھ لینا شب بیداری کرنا اور صدقہ و خیرات کرنا بہت آسان ہے لیکن اخلاقِ فاضلہ کو حاصل کرنا اور ملکاتِ باطنہ سے مزین ہونا مشکل کام ہے۔ کتاب و سنت میں اس کے متعلق بڑی روک ٹوک موجود ہے کہ یہ کام کرو اور یہ نہ کرو جیسے قرآن پاک میں ہے۔

فأفسحوا یفسح اللہ لکم

کہ جب مجلس میں کوئی بھائی مسلمان آئے تو اس کے لیے جگہ کشادہ کر دو۔ حدیث پاک میں آتا ہے کھجوروں کی گھٹلیاں کھجوروں کے ساتھ نہ رکھو کہ لطیف المزاج لوگ اس سے کراہت کریں گے۔ اسی طرح حدیث پاک میں ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی نے طعنہ دیا کہ یہ کیسا نبی ہے کہ ہمیں استغفار کرنا بھی سکھاتا ہے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا جی ہاں! ہم زمانہ جاہلیت میں تھے انہوں نے ہمیں علم دیا، شعور دیا، ہم برسرے مجلس پیشاب پے خانہ کرتے تھے۔ انہوں (ﷺ) نے ہمیں تہذیب و تعلیم کی تربیت دی ہمیں متمدن انسان بنایا۔ ایک حدیث پاک میں ہے آپ ﷺ روزانہ عطر لگاتے تھے۔ ایک حدیث پاک میں ہے کہ دس چیزیں فطرت سے ہیں اور وہ سب نفاست و نظافت کے لیے ہیں۔ ① مونچھوں کا صاف کرنا ② داڑھی

رکھنا ⑦ استنجا کرنا ⑧ غتہ کرنا ⑨ عطر لگانا ⑩ مسواک کرنا ⑪ بغلیں صاف کرنا ⑫ زیر ناف بال لینا ⑬ ناک زور سے جھاڑنا، صاف کرنا ⑭ کلی کرنا۔

اور حدیث پاک میں ہے۔ جب کوئی نیند سے بیدار ہو تو پہلے ہاتھ کو دھوئے، دھوئے بغیر ہاتھ پانی میں نہ ڈالے۔

قرآن پاک میں ہے

إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١﴾
لَا شَرِيكَ لَهُ ۚ

میری نماز اور قربانی، میری زندگی کے تمام اعمال حتیٰ کہ موت بھی اپنے رب العالمین کے لیے ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔

یہ سب فضائل عالیہ اور ماکات محمودہ اور اخلاص مطلوبہ خانقاہی نظام کے مرہون منت ہیں۔ اس مختصر رسالے میں اکابرین اہل السنۃ والجماعت اور مشائخ کے فرمودات اور حکمت سے لبریز نصائح جمع کی گئی ہیں۔

آپ حضرات سے دعا کی استدعا ہے کہ اللہ پاک اس کو اپنی رضا کے لیے قبول فرمائیں۔ آمین بجاہ سید المرسلین والحمد للہ رب العلمین۔

میرے عزیز مولانا علامہ محمد رفیق صاحب نے سالکین کے لیے یہ زاد تقویٰ تیار کر کے پیش فرمایا ہے صمیم قلب سے دعا ہے کہ اللہ پاک ان کو قمر السالکین بنادیں ان کے صالحات سے اپنے بندوں کو خیر عظیم عطا فرمائیں۔ آمین۔

فقیر بشیر احمد شاہ جمال
جامعہ عطاء العلوم شاہ جمال
۲۳ جمادی الثانی ۱۴۳۵ھ

خلفاء سے خطاب

آپ جانشین رسول اللہ ﷺ ہیں:

آپ جانشین رسول اللہ ﷺ ہیں، ہر وقت یہ خیال رکھو کہ جو کچھ کہہ رہا ہوں اور جو کچھ میں کر رہا ہوں آپ ﷺ کی طرف سے نیا پڑا کر رہا ہوں۔ اس تصور سے اور اس خیال سے جو کام کرو گے یا جو بات کہو گے اس میں اللہ پاک کی نصرت شامل حال ہوگی اور شانِ غلبہ عطاء ہوگا کیونکہ اللہ پاک فرماتے ہیں۔ انھم لھم المنصورون وان جندنا لھم الغالبون۔ حدیث پاک میں ہے العلماء ورثۃ الانبیاء حدیث پاک میں ہے من یرد اللہ بہ خیرا یرفقہ فی الدین، حضرت امام محمدؒ کو کسی نے خواب میں دیکھا پوچھا کہ آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا فرمایا جب میں درگاہ رب العزت میں حاضر ہوا مجھ سے فرمایا گیا کہ کیا مانگتے ہو میں نے عرض کیا یا رب اغفر لی اے رب مجھے معاف کر دے۔ ارشاد ہوا، اے محمدؐ اگر تم میں تم کو عذاب دینا ہوتا تو تم کو یہ علم عطا نہ کرتے، تم کو ہم نے اپنا علم اسی لئے عطاء کیا تھا کہ ہم تم کو بخشا چاہتے تھے۔

ادب:

اہل اللہ کی خدمت کرو ان کی صحبت میں رہو، خصوصاً اپنے شیخ کی خدمت و صحبت کو نصیحت سمجھو، حدیث پاک میں ہے، الدال علی الخیر کفأعلہ خیر کی اعانت کرنے والے کو اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا خیر کرنے والے کو ملے گا۔ بہت سے کام ایسے ہیں۔ جو روپے پیسے سے ہوتے ہیں تو روپے پیسے سے خدمت کرو، اور اگر کسی کے پاس پیسے نہ ہوں وہ ہاتھ پاؤں سے خدمت کرے یا کم از کم دعا ہی دیتا رہے۔ اے اللہ میرے شیخ کی خدمات و سعی کو قبول فرما اور ان کی مدد فرما۔

خدمت کرنے والا خدمت کر کے سو جائے آرام کرے یا اپنے کام پہ چلا جائے یا اپنے بیوی بچوں میں جا بیٹھے، مگر شیخ کی عبادت و طاعات و مجاہدات کے ثواب میں شریک رہے گا۔ میرے اللہ کے خزانے وسیع ہیں۔ پس خدمت کرو اپنے شیخ کے نقصاں

میں شامل ہو جاؤ۔

ادب: کام کرنے کا آسان طریقہ:

سلسلے کا کام جب شروع کرو، اتنا ہی کرو جتنا سہولت سے کر سکو، قرآن پاک میں ہے۔ کذروع اخروج شطاه فآزرہ، اسلام کا کام بھی ایسے ہی شروع ہوا۔ آپ ﷺ کی دعوت پر نبی بنی خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لبیک کہی، پھر آہستہ آہستہ اسلام کا درخت بڑھتا ہی چلا گیا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ لَا يَكْلِفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا میں نے کسی کو اس کی وسعت اور طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دی۔ جب کام شروع ہو جائے گا تو اس میں برکت ہوتی جائے گی۔ اس طریق میں بے شمار حکمتیں ہیں، جو اول ہی سے کام کو بڑے پیمانے پر اٹھاتے ہیں ان کو مجبورانا گوارہ کوششیں کرنی پڑتی ہیں۔ عادت اللہ بھی یہی ہے کہ ترقی تدریجاً ہوتی ہے۔ حق تعالیٰ نے اس عالم میں اپنے افعال کو بھی تدریجاً ہی ظاہر کیا ہے کہ اول نطفہ قرار پاتا ہے پھر کچھ عرصے کے بعد علقہ بنتا ہے پھر کچھ عرصہ کے بعد مضغہ بنتا ہے پھر کچھ عرصہ کے بعد ہڈیوں کا ڈھانچہ بنتا ہے پھر کچھ عرصہ کے بعد اس پر گوشت آتا ہے اور بچے کی تخلیق و ساخت مکمل ہو جاتی ہے۔ نو ماہ کے بعد بچہ پیدا ہوتا ہے، پھر رفتہ رفتہ نشوونما پا کر پندرہ برس میں لڑکا جوان ہوتا ہے اسی طرح تدریجاً افعال کا ظاہر کرنا ہماری تعلیم ہی کے لیے ہے ورنہ اللہ پاک تو قادر ہیں کہ ایک ہی منٹ میں سب کچھ کر دیں۔

خلافت کا شوق:

آج کل خلافت شوقیہ مشغلہ بن گئی ہے حالانکہ اس بارے میں اسلام کی تعلیم بڑی واضح ہے حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں طالب التولية لا يولي منصب کوئی طالب کو کوئی منصب نہ دو۔ آج کل تو بس ظاہر کو دیکھا جاتا ہے لمبا کرتا ہو، ہاتھ میں تسبیح ہو، یا میسے والا ہو، موٹی رقم سے خدمت کرتا ہو، مجلس میں ہاتھ چوم لیتا ہو، قدم دب دب کر رکھتا ہو، اس کو خلیفہ بنا دیتے ہیں کہ اس سے ہماری عزت بڑھے گی۔ خلافت لینے والے بھی قیامت کی نظر رکھتے ہیں وہ بھی اپنا معیار اس طرح کا بنا کے آتے ہیں لیکن کام کرنے کی اہلیت اور

سلیقہ بالکل نہیں آتا، نہ کام کرنے ارادہ ہوتا ہے۔ صرف حب جاہ اور حب مال کے لیے غلیفہ بنتے ہیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے خلافت کے بعد بھی وہ رزائل باقی ہوتے ہیں، دنیا کی محبت، پیسے کا لالچ، عیاری، مکاری، حسد، ہمدردی کے بہانے، دوسرے کی کردار کشی۔ حدیث پاک میں آتا ہے اذا وسد الامر الی غیر اہلہ فانظر الساعة یہی وجہ ہے آج خانقاہوں میں اور سلسلوں میں وہ برکات نہیں رہیں۔

جو خلافت کا اہل ہو، اس کو کبھی نظر انداز اس لیے کیا جاتا ہے کہ وہ مفلوک الحال ہے، کرتا اور ٹوپی پھٹی ہوئی ہے، اس سے ہماری بے قدری ہوگی، حالانکہ حضور اقدس ﷺ نے پہلے معاشرے کے ضعیف کو متوجہ کیا تھا کیونکہ ضعیف میں باطنی قوت، ہمت، مجاہدہ، خلوص زیادہ ہوتا ہے۔ لیکن آج خانقاہوں میں اور اپنے حلقے میں ذی اثر لوگوں کو ترجیح دی جاتی ہے۔ میرے پیرو مرشد مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ عالم دین اور قاری کی بے پناہ عزت کرتے تھے، ہر عالم، ہر قاری کے لیے کھڑے ہو جاتے۔ تین مرتبہ دائیں بائیں معافہ کرتے، سینے سے سینہ ملا تے، مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کا قدم مبارک سات فٹ کا ہوگا، ہمارے مدرسے میں تشریف فرما تھے علماء کی جماعت حاضر خدمت تھی باری باری ہر ایک کو سینے سے لگاتے رہے، ایک قاری صاحب جن کا قدم چار فٹ کا ہوگا انہوں نے مصافحہ کیا مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ گھٹنے ٹیک کر دو زانوؤں کھڑے ہو گئے، اپنا سینہ قاری صاحب کے سینے سے ملا کر معافہ کیا، ان کے ہاں خلافت، حب جاہ، حب مال کے لیے نہیں تھی۔

مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کا ایک بہت بڑے مدرسے میں درس تھا درس کے بعد ناشتے میں علماء کبار اور اساتذہ حدیث موجود تھے۔ ایک استاذ حدیث نے تعارف کراتے ہوئے عرض کیا ان کو فلاں سے نسبت حاصل ہے اور ان کو فلاں سے اور میں بھی فلاں کا خادم ہوں، ہم آپ سے بھی متنی ہیں ہم سب کی آرزو ہے آپ بھی ہمیں یہ نعمت عطا فرمادیں، حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ خاموش ہو گئے، بعد میں کسی سفر میں مجھے فرمایا مولانا اس دن آپ ناشتے میں سن رہے تھے وہ مجھ سے خلافت مانگ رہے تھے۔ یہ میرے گھر کی چیز تو نہیں ہے۔ جب چاہوں جس کو چاہوں دے دوں۔ پھر ہندوستان کے ایک بہت بڑے

مدرسے کا نام لیا کہ وہاں میری دعوت تھی وہاں کے اساتذہ حدیث اور علماء کبار نے یہی تقاضہ کیا حالانکہ ہمارے اکابر کا اس میں واضح طریقہ موجود ہے کہ وہ باقاعدہ سلسلے میں داخل ہو، اسباق حاصل کرے، صحبت اور رابطے میں رہے، سلسلے کی تربیت حاصل کرے پھر اس کا میں امتحان لیتا ہوں بار بار استخارے کرتا ہوں جس کے بارے میں اشارے ملتے ہیں، اجازت ملتی ہے اس کو یہ امانت سپرد کرتا ہوں۔

ادب: ایسے شخص کو خانقاہی نظام کا ذمہ دار نہیں بنانا چاہیے جس سے سلسلہ کی بدنامی کا خطرہ ہو، خطائیں اور غلطیاں تو ہوتی رہتی ہیں۔ ان کی اصلاح بھی ہوتی رہتی ہے مگر صرف فعلی خطاء کو مت دیکھو بلکہ منشاء خطا کو دیکھو، وہ منشاء اور سبب کس درجہ کا ہے۔ جب وہ ایسا ہو کہ سلسلے کو داغدار کر سکتا ہو تو ایسے شخص کو سلسلہ کی ذمہ داری سپرد نہ کرو، ورنہ عوام کا اعتماد سب سے اٹھ جائے گا۔

ادب: اللہ پاک نے اگر کسی کو سلسلہ کی خدمت و تبلیغ کا موقع نصیب فرمایا ہے وہ اہتمام و انتظام کو اپنے لیے قبول نہ کرے کیونکہ دونوں میں تضاد و منافات ہے ورنہ سلسلہ کا کام رک جائے گا یا محدود ہو جائے گا۔

ادب:

خلافت مقصود نہیں کام مقصود ہے۔ خلافت ہر ایک کے لیے نافع نہیں، اکابرین مشائخ کا انتخاب حسب نسب سے نہیں ہوتا تھا بلکہ اخلاق فاضلہ اور ملکات باطنیہ سے ہوتا تھا۔ جس شخص میں ملکات فاضلہ و حسن دیکھتے تھے ان کو پہلے دن سے ہی خلافت دے دیتے تھے۔ اور جس شخص میں اخلاق رذیلہ دیکھتے تھے، اصلاح اور صحبت کے باوجود اس میں کوئی بنیادی تبدیلی نہیں آتی تو اس کو بقدر ضرورت سکھلا کر محدود کام کرنے کی رائے دیتے تھے۔ اگرچہ پہلا آدمی کسی ادنیٰ اور معمولی گھرانے کا ہو اور دوسرا کسی عالی خاندان کا، حسب نسب کو نہ دیکھتے تھے۔ اخلاق، صلاحیت اور تقویٰ کو دیکھتے تھے۔

ادب: مشائخ کو سرپرست بنانے کی حقیقت۔

سرپرست حاکم نہیں ہوتا، چندے کا ذریعہ نہیں ہوتا، بلکہ وہ مشیر اور دعا کے لیے

ہوتا ہے۔ آج کل مشائخ کو جو ادارے کا سرپرست بناتے ہیں اُس میں دو مقصد پیش نظر ہوتے ہیں۔ ① کہ ان کی دعوت پر امراء اور حکمرانوں کو دعوت دیں گے، چندہ بھی ہوگا اور تعارف بھی ہوگا۔ ② ادارے میں اختلاف اور تنازعات میں ہماری تائید کریں گے، تو یہ سرپرستی صرف جب جاہ و حُب مال کے لیے ہے۔ ایسی سرپرستی بالکل قبول نہ کریں۔

ادب: مشورے میں نصرت الہی ہوتی ہے۔ اگر کسی کا شیخ زندہ ہو تو ہر معاملے میں اس سے مشورہ کرے، اگر شیخ زندہ نہ ہو تب بھی مشکلات میں اپنی رائے سے فیصلہ نہ کرے بلکہ اپنے شیخ کے صحبت یافتہ بزرگ سے مشورہ کریں، یا کسی اہل اللہ کے صحبت یافتہ ہوں۔ اگرچہ عمر میں آپ سے چھوٹا ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَشَاوْهُمْ فِي الْاُمُو۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ لینے کا حکم ہے۔

ادب: اہل حق میں اختلاف۔

جب دو جماعتوں میں یاد و محضوں میں اختلاف ہو اور دونوں اہل حق ہوں تو اول یہ معلوم کیا جائے کہ علماء، صلحاء، اہل تقویٰ کس کے ساتھ زیادہ ہیں۔ تو جس کے ساتھ زیادہ ہوں اس کا ساتھ دیں اور دوسرے کی مخالفت نہ کریں بلکہ ان کی بھی عزت کریں اور جوڑ رکھیں۔

ادب: مزاحمت سے پرہیز۔

جب کسی معاملہ میں لوگ تم سے جھگڑا کریں تو تم سب کچھ اُن کے حوالہ کر کے خود علیحدہ ہو جاؤ، نیکو ہو کر کام کرو، میرے استاد میرے مربی حضرت مفتی عبدالستار صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کا مصداق تھے۔

نعم الرجل الفقیہ ان احتیج الیہ (نفعہ) وان استغنی عنہ

اغثنہ نفسہ (او کیا قال النبی ﷺ)

بہت اچھا مرد فقیہ وہ ہے کہ اگر لوگ اس کی ضرورت محسوس کریں تو وہ ان کو نفع پہنچائے اور اگر لوگ اس سے استغناء کریں تو یہ بھی ان سے استغناء کا معاملہ کرے۔

اور میرا پنا بھی یہی معمول رہا ہے۔ والحمد للہ علی ذالک۔

ادب: دل کی حفاظت۔

دل کی حفاظت آلات دل کی حفاظت سے ہوتی ہے، یعنی آنکھ، کان، زبان، اور فکر کی حفاظت کریں، تو دل کی حفاظت ہوگی، بعض باتیں ظاہر کرنے کی نہیں ہوتیں، اس لیے ظاہر کی جاتی ہیں کہ شاید ان کو سن کر میری حالت اور آپ کی حالت درست ہو جائے۔ حدیث پاک میں آتا ہے آنکھ زنا کرتی ہے، زبان زنا کرتی ہے، کان زنا کرتے ہیں، ہاتھ پاؤں زنا کرتے ہیں۔ یہ مرض بہت شدت سے پھیل رہا ہے۔ کوئی تو خاص اصلی گناہ میں مبتلا ہے اور اکثر لوگ ان مقدمات میں یعنی اجنبی لڑکے یا اجنبی عورت پر نظر کرنا، اُن کی باتیں سن کر لذت لیتا، اُن کی باتیں سنا اور غائبانہ اُن کے نقش و نگار کو سوچنا، جس سے لذت اور خوشی حاصل ہو، یہ سب زنا اور لواطت میں داخل ہے۔ میرے شیخ میرے پیر و مرشد فرماتے تھے کہ میرے دل میں میرے شیخ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کی محنت ہوئی، میرے شیخ خواجہ عبدالملک رحمۃ اللہ علیہ صدیقی خانیوال والے کی محنت ہوئی، میرے سینے سے احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا سینہ ملا، مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کے سینہ سے سینہ لگا، تمام بزرگوں کا فیض اور پاکیزہ تعلقیات سینے میں آئیں۔ اس سب کے باوجود جب اچانک میری نظر کسی عورت پر پڑتی ہے تو میرا دل خراب ہو جاتا ہے۔ پھر ایک ہوک دل سے نکالتے تھے، ہائے کاش جو لوگ غیر محرموں کو دیکھتے رہتے ہیں، مجلس آرائی کرتے ہیں، ڈرامے اور پروگرام دیکھتے رہتے ہیں، ان کے دل کا کیا حال ہوگا، غیر محرم عورتوں کو پڑھانا بھی اس خطرہ سے خالی نہیں۔ میرے پیر و مرشد مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ جب پہلی مرتبہ ڈیرہ غازی خان تشریف لائے مجھے راستے میں دو تین مرتبہ تاکید فرمائی کہ ڈیرہ غازی خان والے پیر پرست لوگ ہیں۔ مولانا پر دے کا مکمل انتظام کریں، کوئی عورت میرے سامنے نہ آئے، نہ جوان نہ بوڑھی، نہ بے پردہ، نہ پردے میں، بلکہ میرے کانوں میں کسی کی کھسر پھسر بھی نہ آئے۔

جب میرے گھر کے صحن میں قدم رکھا تو ہر طرف پردے کا انتظام تھا مگر بعض عورتیں چھپ چھپ کر دیکھنے کی کوشش کر رہی تھیں، تو گر جدار آواز سے فرمایا خبردار اگر کسی

عورت نے مجھے دیکھا تو میں ایسی دعا کروں گا جو عمر بھر یاد کرے گی، مجھے بعد میں بتایا گیا کہ اس آواز کو سننے کے بعد عورتوں نے اپنے چہروں کو گوشوں، کونوں میں چسپایا، تاکہ حضرت کی بددعا سے ہم بچ جائیں۔ میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ غیر محرموں کو پڑھانے والا مدرسہ ولی نہیں ہو سکتا۔ بشرطیکہ اس عمل سے توبہ کرے۔ میرے پیر و مرشد مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ بے پرد عورت کو نہ دیکھنا فتویٰ ہے باپرد عورت کو نہ دیکھنا تقویٰ ہے۔

پھر فرماتے باپرد عورت برقعہ پوش آپ کے سامنے سے گزر رہی ہو آپ اس کو تک تک کے دیکھتے ہیں، بتاؤ یہ اچھا فعل ہوگا آج مقدمات زمانہ میں سب لوگ بتلا ہیں یہ بھی حکم حدیث پاک میں من وجہ زنا اور لواطت کے حکم میں ہے۔ اس وجہ سے ہر طرف سے عذابات نازل ہو رہے ہیں۔ قرآن پاک میں ہے اللہ پاک فرماتے ہیں۔ انا منزلون علی اهل هذه القرية رجزا من السماء بما كانوا یفسقون۔

ادب: (علماء کا دفاع کریں)

دینی حکمت کا تقاضا یہ ہے علماء پر تنقید کرنے والوں کو ٹوک دیں۔ علماء کا دفاع کریں اگرچہ وہ بد عمل بھی ہوں۔ جب عوام کے قلب سے علماء کی وقعت ختم ہو جاتی ہے تو دین کا خاتمہ ہو جاتا ہے، کیونکہ پھر وہ سب ہی علماء سے بدگمان ہو جاتے ہیں۔ کسی کی بات پر دھیان نہیں کرتے۔ اگر علماء کی وقعت عوام کے دل سے نکل گئی تو علماء تو اپنی معاش کا انتظام، دال، چاول، آٹے کی دکان سے کر لیں گے مگر دین پڑھانے والا اور بتانے والا کوئی نہیں رہے گا۔ تو پچاس سال کے بعد تمہارے بچوں کی حالت کیا ہوگی؟

ادب: (اختلافی مسائل سے پرہیز کریں)

سلسلے کی تبلیغ میں جوڑ پیدا کریں توڑ سے کام نہیں ہوتا، اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنا موضوع اللہ کی محبت اور اللہ کے حبیب ﷺ کی محبت کو بنائیں، اجماع سنت کے فضائل و اہمیت بیان کریں، اختلافی مسائل بیان نہ کریں، اگر کوئی پوچھے تو کہہ دیں مجھے اس کا مطالعہ نہیں ہے۔ ہمیں تو فکر کرنی چاہیے کہ ہمارا خاتمہ ایمان پر ہو، قبر میں سوال جواب کی

تیار ہو، ہمارے لیے ضروری ہے ہم نماز، روزے کے مسائل پوچھتے رہیں۔ آخرت کی فکر کریں۔ مجھے ایک عالم دین نے کہا آپ کے اکابرین کی عبارات میں گستاخیاں ہیں، میں نے عرض کیا وہ اللہ کے پاس پہنچ گئے ہیں وہ اپنے اعمال کا جواب دیں گے، ان کے اعمال کا سوال ہم سے نہیں ہوگا، میں نے عرض کیا نماز کے واجبات کتنے ہیں بتاؤ؟ وضو کے واجبات کتنے ہیں؟ مولوی صاحب خاموش! اگر کسی شخص کا نام لینا پڑے تو اس کی نسبت کوئی سخت کلمہ نہ کہے، میرے مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ یوں فرمادیتے کہ وہ شخص قابلِ رحم ہے پھر پوری متانت سے شبہل کر دے۔

ادب: (مستقل معاش)

سلسلے کے کام میں اگر برکت ہوتی جائے تو سلسلے کا کام پوری توجہ سے کرے، مستقل معاش کا کوئی ذریعہ اختیار نہ کرے، کوئی بڑا آدمی اپنے در پر رہنے والے خادم کو ننگا، بھوکا نہیں رکھتا، حالانکہ وہ خود محتاج ہے، اللہ پاک جو سب سے بڑے ہیں اپنے در پر بیٹھے والے کام کرنے والے نوکر کو کیسے بھوکا، ننگا رکھیں گے، جو کسی کے محتاج نہیں اور اس کے خزانے بے بہا ہیں۔

ادب: (کام کرنے کا موثر طریقہ)

تصوف و سلوک کے کام کرنے کا موثر طریقہ یہ ہے!

- ۱۔ قرآن کا درس دو، مگر سادہ درس دو، لمبی تقریریں مت کرو، قرآن کے ذریعے عقائد و اعمال کی خوب اصلاح کرو، لیکن بالکل مثبت طریقہ سے، تنقید اور تعریض سے دور رہو۔
- ۲۔ درس حدیث دو یا کم از کم حدیث کی کتاب مجلس میں پڑھ کر سناؤ جیسے فضائل اعمال ہے۔ شائل کبریٰ ہے۔ مشکوٰۃ شریف کے منتخب ابواب، مظاہر حق جدید سے سنائیں۔
- ۳۔ مثنوی کا درس دو۔

- ۴۔ ایک نشست سنتوں کی تعلیم اور عملی تربیت کے لیے ہو، اس نشست کے لیے اللہ کے حبیب ﷺ کی محبوب سنتیں بہترین کتاب ہے۔۔۔

ادب: (بار امانت)

انا عرضنا الامانة على السموات الایة

یہ امانت حضور اقدس ﷺ تک پہنچی، آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے سپرد فرمائی، صحابہ رضی اللہ عنہم نے تابعین رحمہم اللہ تک پہنچائی، تابعین نے تبع تابعین تک، اس طرح مشائخ کے سینہ بہ سینہ آپ تک پہنچی، پھر اپنی اپنی طلب اور ظرف کے مطابق آپ کو یہ ملتی رہے گی۔ یہ نعمت امانت اور یہ کام آسان نہیں ہے، بہت مشکل ہے۔ حضرات اہل اللہ پر جو گزرتی ہے اور جو دماغ سوزی ان کو کرنی پڑتی ہے اگر عام لوگوں پر وہ گزرے تو چند روز میں وہ پاگل ہو جائیں، بعض اہل اللہ کا جسم کو معطل ہوتا ہے، لیکن ان کی روح اور عقل بہت بڑے کام میں۔ میرے پیرو مرشد مرشد عالم رحمۃ اللہ فرماتے تھے۔ یہ کام کرو گے تو پتہ پاؤ گے، تم سمجھتے ہو یہ کام آسان ہے، توجہ دینے کے بعد ہمارا کیا حال ہوتا ہے یہ اللہ ہی جانتے ہیں۔ تصوف و سلوک کے بعض اسباق سردیوں کے موسم میں کھڑے پانی میں رات کو ہم بیٹھ کر کرتے تھے، پھر بھی جسم کا جو حصہ پانی سے باہر ہوتا وہ پسینہ سے شرابور ہوتا تھا، یہ بار امانت اب آپ کے پاس ہے یہ معمولی چیز نہیں ہے جس کے اٹھانے کی پہاڑ اور زمین و آسمان تاب نہ لاسکے۔ لرز گئے اور ڈر گئے، اللہ پاک فرماتے ہیں۔ کُوْا اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْآنَ عَلٰی جَبَلٍ مِّنْ اٰیٰتِہٖ اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا انا عرضنا الامانة علی السموات الایة یہ امانت نعمت قرآن ہے۔ اللہ پاک کے فضل سے آپ حامل قرآن ہیں جو حامل قرآن ہو، حامل قرآن ہو، داعی قرآن ہو، وہ کیسے پریشان ہو، قرآن اپنے غلبے کا اعلان کرتا ہے۔ وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین۔

ادب: (بغیر تنخواہ کے پڑھانا)

بے تنخواہ پڑھانے پر تنخواہ کے ساتھ پڑھانے کو ترجیح۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک مولوی صاحب میرے پاس تشریف لائے انہوں نے فرمایا میں نے تنخواہ چھوڑ دی ہے، بغیر تنخواہ کے محض اللہ کے واسطے پڑھاتا ہوں، اس لیے کہ تنخواہ کے ساتھ

خلوص باقی نہیں رہتا۔ میں نے اس مولوی صاحب سے کہا یہ شیطانی دھوکہ ہے، شیطان نے دیکھا کہ یہ دین کے کام میں لگے ہوئے ہیں ان سے یہ کام کسی تدبیر سے چھڑانا چاہیے تو اگر یہ کہتا، پڑھانا چھوڑ دو، تو شیطان کی ہرگز نہ چلتی، اس لیے کہ اس کی وہ صورت تجویز کی جو دینداری کے رنگ میں ہے اس میں خلوص نہیں ہے۔ تنخواہ چھوڑ کر پڑھاؤ تو پہلے تنخواہ کی وجہ سے کام پابندی سے ہو رہا تھا اور بے تنخواہ پڑھانے میں پابندی نہیں ہوگی، تو رفتہ رفتہ پڑھانا ہی چھوٹ جائے گا، اور شیطان کامیاب ہو جائے گا۔

ادب: حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، عالم دین اگر امیر ہو وہ بھی تنخواہ لے کر پڑھائے، پھر چاہے تو وہ مدرسہ میں داخل کراوے، اسی طرح مشائخ مخلصین کے ہدایا قبول فرماتے ہیں پھر نگر میں خرچ کرتے ہیں۔

ادب: (طالب مولیٰ بنو)

طالب تین قسم کے ہیں۔ (۱) طالب دنیا (۲) طالب آخرت (۳) طالب مولیٰ!

(۱) طالب دنیا: اللہ پاک فرماتے ہیں: مَنْ كَانَ يُرِيدِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا الْاٰیَہُ بَعْضُ لَوْکَ صَرَفَ دُنْيَا اَوْ اِسْ کِی زَیْبَ وَ زَیْنَتِ کَے طَالِبْ هِیْ۔ ہَم اِسْ کِی طَلَبْ اَوْ مَحْنَتْ پَر دے دیتے ہِیْ۔ مَحْرُومْ نَہِیْں رَکھتے لَیْکِنْ اَخِرَتْ مِیْل اِنْ کَے لِیْے صَرَف اَگْ ہِے اَوْر دُنْیَا کِی تَمَامْ مَشَقَّتِیْنِ رَاہِیْگاں ہِیْں۔

(۲) دوسرا طالب آخرت ہے اللہ پاک فرماتے ہیں۔ وَمَنْ ارَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰی لَهَا سَعِیْہَا الْاٰیَہُ بَعْضُ لَوْکَ اَخِرَتْ چاہتے ہِیْں اَوْر اِسْ کَے لِیْے مَحْنَتْ، مَشَقَّتْ کرتے ہِیْں اَوْر اِیْمَانْ دالے ہِیْں، اِنْ کَامِیْنِ اللہ شُکْر گزَار ہِیْوں اَوْر اِنْ کِی مَحْنَتْ وَ مَشَقَّتْ کا قَدْر دَاں ہِوں۔

(۳) طالب مولیٰ! تیسرا یہ ہے کہ نہ دنیا کا طالب ہے نہ آخرت کا۔ مَحْضُ اللہ کِی رِضَا کا طَالِب ہے، اِسْ کَے سارے اَعْمَالِ اللہ ہی کَے لِیْے ہِیْں۔ اِنْ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَاتِیْ الْاٰیَہُ یَقِیْنْ کَر وِ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی کَے سارے اَعْمَالِ حَتّٰی کہ میری موت بھی خالص رِبِّ الْعَالَمِیْنِ کَے لِیْے ہِے۔ اِسْ مِیْل کوئی شَرِیکْ نَہِیْں، حَتّٰی کہ میرا

مقصود جنت بھی نہیں، طالب مولیٰ کو جنت جھونگے میں ملے گی۔

ادب:

و ثيابك فظہر: سالک کو چاہیے، نفاخت کا اہتمام کرے، اللہ پاک فرماتے ہیں، اپنے کپڑے پاک رکھو، ظاہر ہے کپڑے پلید نہیں ہوتے تھے۔ مقصود نفاخت ثياب ہے، بہتر ہے سفید ہوں، کیونکہ حضور اقدس ﷺ کو سفید کپڑے پسند تھے۔ تکلف اور استری کی ضرورت نہیں، ضرورت صرف اس کی ہے میلانہ ہو، داغ نہ ہو، پھٹا ہوا نہ ہو، بدبو نہ ہو، دوسرے کو اذیت ہوتی ہے۔

حدیث پاک میں ہے المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویذہ اور حدیث پاک میں ہے، جگہ پیاز کھا کر مسجد میں نہ جائے، اس سے دوسرے مسلمانوں اور فرشتوں کو تکلیف ہوگی، نفاخت اسلام کا فخر ہے۔ حدیث پاک میں ہے نظفوا افیتکم ولا تشبهوا بالیہود۔

ادب: (دستر خوان پہ صفائی کا سلیقہ)

حدیث پاک میں ہے جس برتن میں کھجوریں ہوں اس کی گھٹلیاں الگ رکھیں، ایک برتن میں نہ رکھیں۔ اسی طرح آم کا چھلکا الگ رکھیں اور انار رکھیں۔ پیرو مرشد مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے لطیف طبع لوگوں کو چھلکا دیکھنے سے کراہت آتی ہے۔ انار رکھنے میں صفائی ہے۔

اسی طرح باقی پھلوں کے چھلکے اسی طرح سو یاں ہوں، چاول ہوں، جو انگلیوں کو گلیں ان کو بقیہ سویوں اور چاولوں میں مت جھاڑیں۔ کپڑے کے دسترخوان سے بھی مت صاف کریں بلکہ دسترخوان پر جھاڑیں، اور ریزوں کو چن کر کھالیں اسی طرح بسکت اور رس، پاپوں کا چورہ، اور دسترخوان پر اس چیز کا خاص خیال رکھیں پلیٹ، کٹورا، ڈونگہ، گلاس دسترخوان کے اوپر رہے۔ دسترخوان اس لیے بچھایا جاتا ہے تاکہ نیچے والا کپڑا، قالین کا رپٹ داغ دار نہ ہو۔

ادب: چیزوں کو استعمال کر کے پھر ان کو اپنے ٹھکانے پر رکھیں جیسے چار پائی ہے، بستر ہے، صابن، مسواک، شیشہ، سرمہ ہے۔ حجامت کا سامان ہے۔

ادب: (وضع قطع خلاف سنت نہ ہو)

سالک کو چاہیے اپنے اعمال اور وضع قطع سنت کے مطابق رکھے شیخ کو چاہیے سالکین کو روک ٹوک کرے، حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں ایک صحابی رضی اللہ عنہ آئے جن کے بال اور داڑھی نامناسب بڑھی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے حجام کو بلا کر ان کے بال ٹھیک کرائے اور فرمایا یہ کیسی شکل بنا رکھی تھی، مطلب یہ ہے کہ وضع قطع سے نہ بگبر ظاہر ہو، نہ جنون اور نہ مضحکہ، نہ تمسخر بازی۔ حدیث پاک میں ہے کلکم راع وکلکم مسؤول عن رعیتہ، اسی طرح یہ علم ہر بڑے کو اپنے ماتحت کے بارے میں!

ادب: (تہبہ بالفساق حرام ہے)

جیسے تہبہ بالکفار حرام ہے اسی طرح تہبہ بالفساق بھی حرام ہے۔ حدیث پاک میں ہے شراب والے برتن استعمال نہ کریں، اس کا ایک مطلب یہ ہے اگرچہ دوسرے ہوں تب بھی استعمال نہ کریں۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو راعنا کہنے سے منع کر دیا۔ حالانکہ وہ غلامین و محبین کی جماعت تھی۔ غلط معنی کا خیال تک نہیں ہوتا تھا، مگر مشابہت لفظی تھی، اس سے بھی منع کر دیا۔ اسی طرح تمام چیزوں میں اگر پینٹ پتلون ملکی یا قومی لباس ہو تو اس کی کچھ ضرورت ہو سکتی ہے لیکن اپنا ملکی و قومی لباس مستعمل ہے۔ پھر کافروں کا لباس پہننا کس لیے ہو؟ حدیث پاک میں ہے لَا يَقُولُونَ أَخَذَ كُمْ خَبِيثَاتٌ نَفْسِي وَلَيْسَ قَلْبُكَ نَفْسِي یوں نہ کہ بومیری طبیعت بری ہے بلکہ کہ بومیری طبیعت اکھڑ رہی ہے متلارہی ہے کیونکہ مسلمان کی طبیعت بری نہیں ہوتی۔ اسی طرح حدیث پاک میں ہے۔

لَا يَغْلِبَنَّكُمُ الْأَعْرَابُ عَلَى إِسْمِ الْعِشَاءِ الْأَخْرَجُوا وَكَانُوا يُسْئَلُونَهَا الْعَبْتَةَ۔

اے اہل ایمان تم عشاءِ اخرہ کو عشاءِ کبھو جہالت کی اصطلاح تم پر غالب نہ

آجائے۔ وہ اس کو عمتہ کہتے تھے۔

اب غور کریں اسلام کی تعلیم میں رعایت الفاظ کی بھی تاکید فرمائی ہے۔ مطلب یہ ہے شریعت نے جن الفاظ میں اپنی کوئی اصطلاح مقرر کی ہے مسلمانوں کو اسی کا استعمال کرنا چاہیے۔ عربی تاریخ استعمال کرنی چاہیے۔ ہمارے مشائخ اور اساتذہ اس کی بڑی تاکید فرماتے تھے۔

ادب: (بعض علم جہل ہوتے ہیں)

علم کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) علمی (۲) حقیقی

علمی علمی حدیث و قرآن و فقہ کی کتابیں پڑھ لینے سے الفاظ و معانی کو یاد کر لینے سے ہوتا ہے۔ یہ علمی ہے۔

علم حقیقی وہ اہل اللہ کی صحبت اور تربیت لینے سے حاصل ہوتا ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کوئی انصافی کتابیں نہیں پڑھی تھیں ان کو جو علم حاصل تھا وہ صحبت اور تربیت لینے سے حاصل تھا ان کو حقیقی علم حاصل تھا۔ قرآن پاک میں ہے ولقد علموا المن اشتراہ مالہ فی الاخرۃ من خلاق ولبئس ماشر وابه انفسہم لو کانوا یعلمون۔

اس آیت میں علموا کے لفظ میں یہود کے لیے علم کا اثبات کیا، پھر لو کانوا یعلمون سے ان کے علم کی نفی کی۔ تو جس علم کا اثبات ہے وہ علمی علم ہے اور جس علم کی نفی ہے وہ حقیقی علم ہے، جو علمی علم تھا اس کو جہل قرار دیا گیا، میرے پیرو مرشد مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے بعض علماء کے لیے حجاب بن جاتا ہے یعنی ہدایت سے۔ جن لوگوں کو اہل اللہ کی صحبت اور تربیت حاصل نہ ہو یہ علمی علم حجاب بن جاتا ہے۔

اللہ پاک فرماتے ہیں واذا قرأت القرآن جعلنا بینک و بین الذلین

لایؤمنون بالآخرة حجابا مستورا۔

جن لوگوں نے صحبت و تربیت حاصل نہیں کی ایمان والی نعمت و دولت سے محروم رہے ان کا علمی علم حجاب بن گیا۔ آج مولوی ناز کرتا ہے کہ میں خوب کتاب دان ہوں خوب

قال اقول جانتا ہوں مگر صحبت اور تربیت لینے سے ناک بھوں چڑھاتا ہے حالانکہ علم سے مقصود آدمی خدا دان ہو صرف کتاب دان ہونا کوئی کمال نہیں! حدیث پاک میں جو علم کے فضائل اور درجات عالیہ کا بیان ہوتا ہے وہ علم حقیقی مراد ہے۔ جیسے فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکمہ اور علم ربی کے بارے میں اللہ پاک فرماتے ہیں۔ مثل الذین حملوا التوراة ثم لم يحملوها کمثل الحمار یحمل اسفاراً۔

ادب: (علم بغیر عمل و اخلاص کے وبال ہے)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا فرمایا سارے علوم و عبادتیں اور سارے اسرار و نکات اور اشارات بے کار ہو گئے۔ اُن سے کچھ کام نہ چلا، بس وہ چھوٹی چھوٹی چند رکعتیں کام آئیں جو آخری تہائی رات میں پڑھ لیا کرتے تھے۔ شیطان بڑا عالم تھا بلغم باعور اپنی قوم کا بڑا عالم بڑا واعظ تھا۔ علم ظاہر کے ساتھ عمل ظاہر کا بھی جامع تھا۔ جفاکش اور مجاہدہ کرنے والا تھا مگر باطن میں اخلاص نہیں تھا کہ یہ سب کچھ اللہ کی رضا کے لیے ہو تو ان کا علم و عمل سب بیکار گیا تو علم کے ساتھ عمل ضروری، اور علم و عمل کے ساتھ اخلاص ضروری ہے، اس اخلاص باطنی کو صوفیاء کرام حالی باطنی کہتے ہیں۔

ادب: (اخلاص کی علامت)

حضرت مفتی محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ نے جامعہ اشرفیہ لاہور کی بنیاد رکھی۔ کئی سالوں کی محنت، مشقت اور استقامت کے بعد جامعہ ترقی پذیر ہوا، ایک استاذ جو انتہائی قابل اور طلباء میں مقبول تھے جامعہ اشرفیہ سے علیحدہ ہو گئے اور اسی گلی میں جامعہ کے سامنے عمارت لے کر مدرسہ جاری کر لیا، طلباء جامعہ اشرفیہ سے بھاگ بھاگ کر مقابل مدرسہ میں داخل ہونے لگے مفتی محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے نے عرض کیا کہ میں اس کے خلاف کارروائی کر کے اس عمارت سے بھگادوں، مفتی محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، بیٹا تم اپنے سر پر ایک بڑا وزن اٹھائے ہوئے آ رہے ہو، راستے میں تمہارا دوست تمہارا وزن تقسیم کر لیتا ہے، آدھا یا کم و بیش آپ کا وزن خود اٹھا لیتا ہے، بتاؤ اس نے تمہارے ساتھ احسان

کیا ہے یا دشمنی کی ہے تو اس کے بدرسہ کھولنے سے ہمیں یہی فائدہ ہوا، یہ اخلاص ہے، علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اخلاص کی یہ علامت لکھی ہے کہ جو کام دین کا تم کر رہے ہو، اگر کوئی دوسرا آدمی بھی وہ کام شروع کر دے تو تمہیں رنج نہ ہو بلکہ خوشی ہو، لوگوں کو خود اس کے پاس بھیجو کہ وہاں جاؤ وہ مجھ سے بہتر ہیں تو یہ اخلاص ہے۔

ادب: (تصوف و سلوک کیا ہے)

تصوف کا ایک معنی ہے صفائی قلب، کہ صفحہ دل پر کوئی چیز نہ ہو صرف اللہ ہی مطلوب ہو یعنی اللہ کی رضا، اور سلوک کا معنی ہے اس کا طریقہ حاصل کرنا۔ اور اس طریقہ پر چلنا، اسی کو حسن نیت کہا گیا ہے تو تصوف و سلوک حسن نیت کا نام ہے۔ اگر ہم یہ نیت رکھتے ہیں رَبِّ زِدْنِي صِلَاتِي وَتُسْكِنِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي بِرَبِّ الْعَالَمِينَ اس طریق کو حاصل کرتے ہیں اور اس پر چلتے ہیں تو انشاء اللہ آپ مقربین میں سے ہیں اور اگر یہ سب کچھ جاہ و مال کے لیے ہے تو پھر وہ شخص انجام کار مردودین میں سے ہے والعیاذ باللہ۔

ادب: (فسادِ نیت کے باوجود صحبت ترک نہ کرے)

اہل اللہ کی صحبت ترک نہ کرے اگرچہ نیت میں فساد ہو، صحبت کی برکت سے اخلاص پیدا ہو جاتا ہے، سادہ آم کی شاخیں کاٹ دیتے ہیں، چوٹے، اور لنگڑے کی بیوند کر دیتے ہیں اور دھاگے سے مضبوط باندھ دیتے ہیں تو ایک عرصے کے بعد تہدیلی آ جاتی ہے پہلے آم چھوٹا ہوتا تھا گھٹلی بڑی، اب آم بڑا گھٹلی چھوٹی، پہلے اس کا رس ترش اور بے ذائقہ، اب میٹھا اور لذیذ، پہلے اس کا رنگ سبز، اب سنہری اور لال، پہلے وہ کم قیمت بے وقعت، اب نامور، قدر و قیمت والا پھل، گویا صحبت سے سائر، ذائقہ بدلا، رنگ بدلا، اور نام بدل گیا، اسی طرح لوہے کے ٹکڑے کو مقناطیس سے گھساؤ لوہے کے ٹکڑے میں مقناطیس کا شیر پیدا ہو جاتی ہے۔ حالانکہ لوہے کا ٹکڑا معمولی چیز ہے۔ جب نباتات میں اور لوہے کے ٹکڑے میں یہ تہدیلی اور تاثیر مشاہد و مسلم ہے۔ حضرت انسان کی خلقت ہی خلافت کے لیے ہے، تو اس میں صحبت سے تاثیر و تہدیلی کیوں نہیں آئے گی۔ مولانا روم

رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں عطر فروش کا دوست عطری دوکان پر روزانہ جائے اور ادھر ادھر کی باتیں کرتا رہے تو آہستہ آہستہ اس میں عطری مانوسیت پیدا ہوتی جائے گی۔ کبھی عطر کا نام پوچھ لے گا، کبھی خوشبو سونگھ لے گا، کبھی اس کا تعارف سن لے گا تو رفتہ رفتہ ایک دن عطر خرید لے گا یا عطر فروش مفت میں عطر بدیہ و عطیہ دے دے گا تو اس صحبت سے اس کا جسم و جان معطر ہو جائیں گے۔ صحبت سے کان الکافر مؤمناً، وکان الفاسق ولیاً کی قدر تیں اور اس کی کرشمے کائنات میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ اس لیے فسادِ نیت کے باوجود صحبت اہل اللہ نہ چھوڑے۔

ادب: (بے عمل سالک پوری جماعت کی بدنامی کا سبب بنتا ہے)

سالک ایک سلسلے سے وابستہ ہوتا ہے عام لوگ اس کو سلسلے کا نمائندہ سمجھتے ہیں، اگر کوئی ایک سالک بھی بد عمل یا غیر ذمہ دار ہو تو عوام پر اس کا برا اثر ہوتا ہے، بعض لوگ اس کو دیکھ کر اس بد عملی کی جرأت کریں گے اور بعض لوگ اہل اللہ سے اور سلسلے سے بدگمان ہو جائیں گے، تو اس کا سبب سالک کا عمل اور رویہ ہے تو ہم خود یصلدون عن سبیل اللہ کا مصداق بن گئے، کیونکہ روکنا کبھی ہاتھ اور منہ سے ہوتا ہے اور کبھی منشاء اور وجہ بننے سے روکنا ہوتا ہے۔ تساہل بھی، ایک وجہ کا روکنا ہے، میرے پیرو مرشد مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے سالک کو اپنا دنیاوی کام خوب کرنا چاہیے، اپنی تجارت اور کارکردگی کو وسعت دے تاکہ لوگ یہ سمجھیں یہ سلسلہ کی برکت ہے یہ ذکر کی برکت ہے، یہ اللہ والوں کی صحبت کی برکت ہے، اگر کوئی سالک غلط روی سے کاروبار کو چھوڑتا ہے یا کارکردگی میں سستی اور غفلت کرتا ہے، بیوی بچوں سے بے پروا رہتا ہے، یا اعمال میں کوتاہی کرتا ہے تو لوگ سلسلے سے خوف کریں گے۔ اور اعمال سے اور ذکر سے دور بھاگیں گے۔ اللہ پاک ہم کو بدنامی سے محفوظ فرمائیں۔ (آمین)

ادب: (سالک کو چاہیے کہ نوافل کا اہتمام رکھے)

اپنے استاذ اور مربی حضرت مفتی عبدالستار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں میں نے عرض کیا سفر کی حالت میں سننِ روا تب نفل اور مستحب درجے میں ہیں ان کو پڑھنا کوئی

ضروری نہیں تو ارشاد فرمایا سفر کی دو حالتیں ہیں (۱) سفر قرار (۲) سفر قرار۔ سفر قرار یہ ہے کہ مسلسل جاری رہے جیسے لاہور سے کراچی تک یا پاکستان سے سعودیہ تک، سعودیہ میں ہوئی کے قیام تک، اس میں اگر نہ پڑھے، تو کوئی نقصان نہیں۔ اور دوسرا سفر قرار ہے جیسے لاہور سے کراچی تک مگر سکھر یا حیدرآباد میں رات دن کا قیام کیا تو اس میں منہ راتبہ چھوڑنا نقصان ہے پھر فرمایا مولوی صاحب آپ کو پتہ ہے نفل اور مستحب سے کیا حاصل ہوتا ہے، نفل سے قرب الہی حاصل ہوتا ہے اور مستحب سے اللہ کی محبوبیت حاصل ہوتی ہے، آج سفر میں مشقت نہیں تیز رفتار آرام دہ سواریاں ہیں جا بجا کھانے، پینے اور ضروریات کے اسباب مہیا ہیں۔ آدمی وضو کر کے سواری پہ بیٹھ جائے، نہ استقبال قبلہ کی پابندی، نہ رکوع سجود ضروری بلکہ اشارہ کافی ہے۔ نفل پڑھتا رہے، سفر بھی جاری رہے اللہ پاک کا قرب و محبوبیت بھی حاصل رہے۔ **ذلک فضل اللہ یؤتیه من یشاء**

ادب: (تقویٰ کا اہتمام)

سالم کو چاہیے عمل اور تقویٰ کا اہتمام کرے کیونکہ اعمال اور تقویٰ سے بندشیں اور رکاوٹیں دور ہوتی ہیں۔ اللہ پاک فرماتے ہیں **ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجاً** اور تقویٰ سے بے حساب، بے کتاب روزی ملتی ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں **ویرزقہ من حیث لا یحتسب**۔ اور تقویٰ سے سبوتیں اور آسانیاں ہوتی ہیں۔ مشکلات دور ہوتی ہیں، اللہ پاک فرماتے ہیں۔ **ومن یتق اللہ یجعل لہ من امرہ یسر**، تقویٰ سے آسمان وزمین سے برکات کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اللہ پاک فرماتے ہیں۔ **ولو ان اهل القرئ امنوا واتقوا لفتحنا علیہم برکات من السماء والارض** اور فرمایا **ولکن کذبوا** لیکن یہ لوگ یقین نہیں رکھتے ہم اچانک ان کو پکڑ لیتے ہیں، تقویٰ سے عزت ملتی ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں **ان اکرمکم عند اللہ اتقکم** تقویٰ سے فہم سلیم اور نور بصیرت حاصل ہوتا ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں یا ایہا الذین امنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقاناً۔ اے ایمان اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو اور تقویٰ اختیار کرو، میں تمہیں فرقان عطا کروں گا یعنی ایسا نور بصیرت عطا کروں گا جس

سے آپ حق و باطل کے درمیان فرق کر سکیں گے۔ صحیح اور غلط کو پہچان لیں گے، دوست دشمن تمہارے سامنے چھپ نہیں سکتے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں۔ ان الذین اتقوا اذا مسهم طائف من الشیطان تذکروا فاذا هم مبصرون۔ جب شیطانی جماعت انہیں نقصان پہنچانے کا ارادے کرے گی اگر تم تقویٰ اختیار کرو گے تو ان کی شیطانی پرستہ ہو جاؤ گے۔ قرآن و علامات سے تم دیکھ رہے ہو گے۔

ادب: (تقویٰ کیا ہے)

میرے پیرو مشد مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے تقویٰ یہ ہے اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حکم دیا ہے وہ کرو اور جن چیزوں سے روکا ہے ان سے رک جاؤ اور جو تعلق مع اللہ اور تعلق مع الرسول میں خلل ہوں ان سے بچو۔ اگرچہ فی نفسہ وہ جائز کیوں نہ ہوں۔

ادب: (تقویٰ کہاں سے ملتا ہے)

قانونِ فطرت ہے ہر چیز اپنے مرکز سے ملتی ہے، ہزیاں ہزمنڈی سے، ادویات میڈیکل سنور سے، اسی طرح تقویٰ اہل تقویٰ کے پاس ملتا ہے، اللہ پاک فرماتے ہیں۔ یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین! اور آگے تاکیدیں مضمون ہے ما کان لاهل المدینة ومن حولہم من الاعراب ان یتغفلوا عن رسول اللہ اس آیت میں حکم ہے میرے پیغمبر کو چھوڑ کے گھروں میں مت بیٹھے رہو، صرف کاروبار میں مت لگے رہو، آرام کوئی اور تن آسانی میں نہ لگے رہو بلکہ میرے پیغمبر کے مساعی اور مجاہدات میں شریک رہو، تو سالک کو چاہیے اپنے مرشد کی صحبت کا التزام رکھے، ایک نظام بنائے جس سے خاندانی امور اور معاشی ذمہ داریاں بھی چلتی رہیں اور شیخ کی صحبت اور خدمت کی برکات بھی حاصل کرتا رہے۔

ادب: (اہل تقویٰ کی صحبت سے خود اللہ پاک ملتے ہیں)

اللہ پاک فرماتے ہیں۔ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون یقین کرو میں اللہ اہل تقویٰ کی معیت میں اور عاملِ بالسنہ کی صحبت میں ملوں گا، محسن

کا ایک معنی ہے عالمین سنت تو قرآن پاک کی آیات مبارکہ سے صحبت کی ضرورت اور اہمیت واضح ہوتی ہے!

ادب: (چھ نمبر)

سلسلہ نقشبند کے ابتدائی چھ نمبر ہیں۔ (۱) ذکر (۲) فکر (۳) تلاوت (۴) درود شریف دوسومرتبہ (۵) استغفار دوسومرتبہ۔ (۶) دین سمجھنے اور سنت کی تربیت حاصل کرنے کے لئے رابطہ شیخ، صحبت شیخ۔

(۱) ذکر:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ۖ وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝

اے ایمان والو! اللہ کا ذکر، ذکر کثیر، اور صبح شام تسبیح کرو ہو الذی یصلی علیکم وملئکتہ لیغیر حکم من الظلمت الی النور۔ میں اللہ تمہیں ظلمات سے نکال کے نور کی طرف لے آؤں گا۔ یہ تینوں وعدے کثرت ذکر اور دوام ذکر کے ساتھ ہیں۔ کثرت تو لفظ کثیر سے ظاہر ہے اور دوام امر کے صیغہ اذکروا سے نکلتا ہے، کیونکہ جب کوئی قرینہ صارف نہ ہو تو امر کا مقتضاء حقیقی دوام و استمرار ہے۔

اسی کو میرے پیر و مرشد مرہد عالم رحمۃ اللہ علیہ اس طرح تعبیر فرماتے تھے، ہر گھڑی ہر آن یہ رہے دھیان کہ میرا دل کر رہا ہے اللہ اللہ۔ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، کھاتے پیتے، دل میں نیت رکھنا کہ دل کر رہا ہے اللہ اللہ اللہ، دل کرے نہ کرے صرف نیت کر لینا کافی ہے۔ حتی کہ عین پیشاب، پاخانہ کے وقت بھی دل میں نیت رکھو کہ دل کر رہا ہے اللہ اللہ۔ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ ان رسول اللہ ﷺ کو فی کل احياناہ، محمدین، اس حدیث کو باب آداب الخلد میں ذکر کرتے ہیں۔

فقہ امت ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا منشا یہ ہے علین خلد (تقاضہ حاجت) کے وقت بھی ذکر کرنا، آداب خلد میں سے ہے۔ تو کثرت ذکر اور دوام ذکر یعنی ذکر قلبی ہر وقت ضروری ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں۔ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَ

اَخْتَلَا فِي الْبَيْتِ وَالْمَنَارِ لَا يَتَّي لَّا وَلِي الْاَلْبَابِ ﴿١﴾ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ اِلَهَهُ قِيَمًا وَتَعُوْدًا
وَعَلَى جُنُودِهِمْ اُنْتَهَى مَيْتَةً، ليئے، سوتے جو لوگ ذکر کرتے رہے ہیں یہ لوگ عقل والے
ہے تو کثرت ذکر و دوام ذکر ذکر قلبی سے ہو سکتا ہے۔ ذکر لسانی سے نہیں ہو سکتا کیونکہ
کھاتے پیتے یا گفتگو کے وقت یا کبھی حالت ناپاک ہوتی ہے۔ ان حالات میں ذکر لسانی
نہیں ہو سکتا مگر ذکر قلبی ہو سکتا ہے۔

(۲) فکر:

فکر یعنی مراقبہ آکنھیں بند کر کے دوزانوں یا چارز انو بیٹھ کر زبان بند رکھے اور دل
میں خیال رکھے اللہ کی رحمت میرے دل میں آ رہی ہے۔ عرش عظیم سے نور کی شعاعیں
میرے دل پر پڑ رہی ہیں اور میرا دل چمک رہا ہے اور کر رہا ہے اللہ اللہ اللہ، اور دل سے
تصد کرے، یہ باتیں صرف سمجھنے کی نہیں بلکہ کرنے سے آتی ہیں۔ وہ بھی از خود نہیں بلکہ شیخ
کی ہدایات کے مطابق اور شیخ کی نگرانی میں کرے گا تو تھوڑی محنت سے تھوڑے وقت
میں بہت فائدہ ہوگا اور اس مراقبہ کی متعدد صورتیں ہیں۔

سالمک کے مرتبے اور مجاہدہ کے مطابق مشائخ تلقین فرماتے ہیں، کچھ عرصہ پہلے
فقیر نے سلسلہ نقشبند کے اسباق تحریر کر کے بعض سالمکین کو دیے تھے اس میں پیر و مرشد
مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات و تلقینات کے مطابق مراقبہ کی متعدد صورتیں بیان
کردی ہیں۔ وہ تحریر مولانا امیر عمر کراچی اور بھائی محمد محسن کراچی کے پاس موجود ہیں۔ محمد
ضیاء الرحمن کراچی کے پاس بھی موجود ہیں۔

ادب: (مراقبہ کی حقیقت و صورت)

مراقبہ کی ایک حقیقت ہے کہ اپنی توجہ شیخ کی طرف رکھے ادب اور سکون کے
ساتھ بیٹھا رہے تو عادت اللہ اسی طرح ہے۔ شیخ کے آثار رحمت سالمک کے دل میں آتے
رہتے ہیں۔ اور ان کی توجہات سے اور ہدایات سے سالمک میں تبدیلی آتی رہتی ہے۔ اور
دل کی کیفیات بدلتی رہتی ہیں۔ پھر شیخ کی توجہ جس قدر مضبوط ہوگی اور سالمک میں طلب اور

حصول فیض کا شوق ہوگا اتنا ہی ملتا رہے گا۔

اور ایک مراقبہ کی صورت ہے کہ آنکھیں بند کر کے منہ پہ کپڑا ڈال لے اور دل میں یقین کر کے بیٹھے، میرا دل میرے شیخ کے سامنے ہے، اللہ کی رحمت میرے شیخ کے سینے میں آ رہی ہے پھر ان کے واسطے سے اللہ کی رحمت میرے دل میں آ رہی ہے تو دل کر رہا ہے اللہ اللہ۔ ایک دفعہ نیت کر لینا کافی ہے۔ استحضار نیت ضروری نہیں۔ یہ صورت ہے، مقصود حقیقت مراقبہ ہے۔ صورت صرف نیکوئی حاصل کرنے کے لیے ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو آپ ﷺ کی براہ راست محبت حاصل تھی۔ مشکوٰۃ نبوت (سید مبارک) صفات باری تعالیٰ کا مظہر اتم، انوارات کے بحر بے کراں سامنے تھے اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ایسے ادب اور سکون سے بیٹھتے تھے کہ پرندے ان کے سروں پر آ بیٹھتے، جیسے کوئی بے جان لکڑی ہو، حصول فیض کے لیے دونوں طرف سے اسباب علی وجہ اللاتم موجود تھے۔ تو ان کو آج کل کی صورت مراقبہ مروجا اختیار کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔

آج دونوں طرف سے وہ اسباب نہیں ہیں تو حقیقت مراقبہ حاصل کرنے کے لیے صورت مراقبہ یحییٰ کے درجے میں ہے۔ کوئی امر دینی کوئی امر ضروری نہیں ہے۔

بدعت وہ چیز ہے جو عمل خیر القرون میں ثابت نہ ہو، بعد میں اس کو امر دین بنا لیا جائے، حقیقت مراقبہ قرآن سے ثابت ہے۔ واذا کراسم ربک وتبتل الیہ تمجیلاً، میرے شیخ میرے بیرومرشد مرہب عالم رحمۃ اللہ علیہ اس کی تعبیر اس طرح فرماتے تھے۔ دنیا دانیہما سے ہٹ کٹ کے اللہ سے لو لگا کے بیٹھنا، اور فیض کا انتظار کرنا۔

(۳) تلاوت کلام پاک:

اللہ پاک فرماتے ہیں:

علم ان لن تحصوه فتاب علیکم فاقرأوا ماتیسر من

القرآن۔۔۔ فاقرأوا ماتیسر من القرآن۔

اللہ پاک فرماتے ہیں مجھے معلوم ہے آپ تلاوت کا حق ادا نہیں کر سکیں گے بعض تم میں مریض ہیں، بعض ذریعہ معاش میں مبتلا ہیں، اور بعض قتال فی سبیل اللہ میں مشغول

ہیں۔ اگر میں پابند کروں کہ پانچ پارے، دو پارے، ایک پارہ پڑھوں، لیکن یہ تم نہ پڑھ سکو، بس اتنا پڑھو جو سہولت سے پڑھ سکو۔ ولایت قرآن پاک کی تلاوت میں ہے۔

فقیر نے خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر مراقبہ کیا اللہ کے فضل و کرم سے شیخ کی ملاقات ہوئی، فقیر نے عرض کیا آپ کو یہ مقام کیسے ملا، شیخ نے فرمایا، دو چیزوں سے، (۱) قرآن پاک کی تلاوت (۲) شیخ کی محبت۔ تلاوت کلام پاک کے بے شمار فضائل ہیں۔

(۳) درود شریف دو سو مرتبہ:

اللہ پاک فرماتے ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ⑤

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَىٰ اِبْرٰهِيْمَ وَعَلَىٰ اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَبِيْبٌ مَّجِيْدٌ

اللہ کے حبیب ﷺ کا سنات ہیں۔ آپ ﷺ کے احسان کا بدلہ ہم نہیں دے سکتے تو اپنے فائدے کے لیے توسل بالصلوۃ ضروری ہے۔ اس کے پیشار فضائل ہیں۔

(۵) استغفار دو سو مرتبہ:

اللہ پاک فرماتے ہیں۔ فقلت استغفروا ربکم۔۔۔ وقاراً۔

تم استغفار کرو، میں تمہارے گناہوں کو معاف کروں گا تم پر رحمت کی بارش برساؤں گا، مال و دولت میں برکت دوں گا، نرینہ اولاد عطا کروں گا اور تمہیں باغات عطا کروں گا، اور اتنی زمینیں عطا کروں گا کہ ان کی سیرابی کے لیے نہریں عطا کروں گا، تمہیں کیا ہے کہ تم استغفار سے وقار حاصل نہیں کرتے۔ استغفار کرو عزت پاؤ، میرے پیرو مرشد مرشد عالم رحمۃ اللہ اس آیت کا مفہوم اس طرح بیان فرماتے تھے اور استغفار کے فضائل اس کے علاوہ پیشار ہیں۔

(۶) دین کا فہم اور تربیت

دین کا فہم اور تربیت حاصل کرنے کے لیے شیخ سے رابطہ رکھنا، رابطے کے چار ارکان ہیں۔

(۱) محبت: شیخ کے ساتھ محبت تمام محبتوں پر غالب ہو۔ (۲) اطاعت: آپ کی ہدایات پر پورے اخلاص کے ساتھ عمل کرے، جھوٹ، منافقت، فریب، چوری، لاگ لپیٹ نہ کرے، پھر دیکھے کہ کیسی ترقی ہوتی ہے۔ (۳) خدمت: اپنے جان و مال کو دین کی خدمت اور شیخ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے، قربان کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہے۔

(۴) عقیدت:

یہ عقیدہ رکھے، میرے لیے سب سے نفع میرا شیخ ہے بیشک کوئی علم میں بڑا ہو کوئی شہرت میں زیادہ ہو لیکن میرے لیے مفید (سب سے زیادہ فائدہ مند) میرا شیخ ہے۔ مبتدی سالک کو چاہیے وہ اپنے آپ کو شیخ کی مجلس تک محدود رکھے۔ اور اگر کسی مجلس میں شریک ہونا ضروری ہی ہو، کوشش کرے کہ بقدر ضرورت شرکت کرے، اور اگر کسی دوسرے شیخ کی بات دل کو لگے تو اس کے متعلق بھی یہی عقیدہ رکھے کہ یہ چیز بھی مجھے اپنے شیخ کے لطیفہ سے مل رہی ہے۔ کیونکہ ان چیزوں کی استعداد و معرفت شیخ کی توجہ اور محنت سے پیدا ہوتی ہے۔ لیکن ہر ایک کا ادب بھرپور کرے، ادب میں ترجیح اپنے شیخ کو دے صحبت کی بڑی تاکید آئی ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں۔

واصبر نفسك مع الذين يدعون ربهم بالغدواة والعشوا

ذاکرین کی معیت پر صبر کا حکم ہے۔ یعنی صحبت اور معیت میں ڈٹے رہو، استقامت رکھو، ایک نظام کے مطابق اپنے کو پابند بناؤ۔ یہاں دو حکم ہیں ایک تو معیت کا حکم ہے دوسرا حکم معیت پر صبر کرنے اور پابند رہنے کا ہے۔

اس طرح واضح اور تاکید کی حکم دوسرے احکامات میں نہیں کیونکہ تمام اعمال اور ذکر

ماحول سے مانوس کرے، اللہ پاک فرماتے ہیں۔

وَوَضَّيْهَا رَبُّهُمْ بَيْنَهُ وَيَعْقُوبُ يُبَيِّنُ إِنَّ اللَّهَ أَضْطَلَىٰ لَكُمْ الَّذِينَ فَلَا
تُؤْمِنُونَ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ﴿٦﴾

وَإِذْ قَالَ لُقْمَنُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَبْنَىٰ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ
لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ﴿٦٧﴾

اللہ پاک فرماتے ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اقْوُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا

حدیث پاک میں ہے: کلکم راع وکلکم مسؤل عن رعیتہ

حدیث پاک میں ہے: مَرُوا صَبِيًا نَكَمَ إِذَا بَلَغُوا سَبْعًا۔

جب بچے سات سال میں ہو جائیں تو ان کو نماز کا حکم کرو۔

ظاہر ہے اس عمر میں نماز فرض نہیں ہے لیکن ختم پاشی کا وقت ہی ہے اس عمر میں جو
بات دل میں بیٹھ جائے گی وہ عمر بھر کے لیے عادت بن جائے گی۔ اس طرح وضع قطع اور
لباس سنت کے خلاف نہ ہو۔

ادب: (تقویٰ کی برکت)

سالم کو چاہیے کہ تقویٰ اختیار کرے کہ تقویٰ سے عمر میں برکت آتی ہے جو کام
سوسال میں مکمل ہوتا تقویٰ کی برکت سے ایک سال میں ہو جاتا ہے، صاحب ہدایہ جب
تک ہدایہ لکھتے رہے روزانہ روزہ رکھتے رہے۔ خدا معلوم کتنے سالوں میں یہ تصنیف مکمل
ہوئی۔ علیحدہ بیچ کر لکھتے تھے۔ خادمہ کھانا سامنے لا کر رکھ دیتی تھی آپ یہ کھانا کسی نا آشنا
مسافر کو دیدیتے تھے۔ کئی سالوں کے بعد یہ عمل کسی کے سامنے آیا، یہ برکت تقویٰ سے
حاصل ہوئی۔

ادب: (سالم کو سادگی کی ضرورت ہے)

آدمی جس جماعت میں داخل ہو تو پھر وضع قطع بھی اسی کی ہی ہونا چاہیے، نقشہ بند اہل

اللہ کی جماعت ہے اس کی وضع قطع بھی اہل اللہ جیسی ہو، سالک کے لیے بھی زیب و زینت ہے، خواجہ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ بے تکلف اور سادہ تھے۔ سر پہ ٹامہ، ہاتھ میں عصا، گلے میں تشبیخ اور چہرے پہ ذکر کے انوار، ملک کے کسی کو نے میں آپ کا مرید ہوتا لوگ اس کو پہچان لیتے تھے کہ یہ حضرت خواجہ صاحب کا خادم ہے۔

ادب: (اپنے ظاہر کو سنت کے مطابق بناؤ)

سالک کو چاہیے کہ باطنی نسبت کے ساتھ ساتھ ظاہری نسبت کا بھی خیال رکھے، اہل اللہ کے ساتھ تشابہ فضل اللہ کا مستحق بنا دیتا ہے، اصحاب سیر نے بیان کیا ہے کہ جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے کے لیے ساحرین کو جمع کیا تو ساحرین حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لباس میں اور ان کے تشابہ کے ساتھ میدان میں آئے، مقابلہ ہوتے ہی تمام ساحرین مسلمان ہو گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ پاک سے عرض کیا یہ سارا سامان فرعون کے اسلام کے لیے ہوا تھا مگر اس پر فضل نہ ہوا۔

ساحرین پر فضل ہوا کہ ان کو ایمان کی توفیق ہو گئی، اللہ پاک نے ارشاد فرمایا، یہ لوگ تیری صورت اختیار کر کے آئے تھے، میری رحمت نے پسند نہ کیا کہ میرے پیغمبر کے ساتھ مشابہت رکھنے والے دوزخ میں جائیں مگر فرعون کو اتنی مناسبت بھی نہ تھی، اس لیے وہ محروم رہا، سالک کو چاہیے اپنا ظاہر سنت کے مطابق رکھے، اللہ پاک فرماتے ہیں۔

واقصد فی مشییک واغضض من صوتک

اس میں ظاہری افعال اور آثار کو درست کرنے کا حکم ہے۔ تجربہ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ظاہری معیت کا اثر باطن میں ہوتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے انی اکل کما یا اکل العبد میں کھانا اس طرح کھاتا ہوں جس طرح کوئی غلام کھاتا ہے۔

جب ظاہری اعمال کو درست کر لیا، باطن کو اللہ پاک درست کر دیں گے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

کہ جیسے آپ ﷺ کے اقوال مقدسہ و ارشاد مبارک متبوع ہیں۔ اس طرح

آپ ﷺ کے ظاہری افعال و بیت بھی متبوع ہیں۔

ادب: (صحبت سے تبدیلی آجاتی ہے)

میرے پیرومرشد فرماتے تھے بخاری شریف کی ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے اہل اللہ کی صحبت سے خاتمہ ایمان پر ہوگا۔ ارتداد و مردودیت سے محفوظ رہے گا، ہاں یہ ممکن ہے کہ فسق و فجور کچھ اس سے وقوع میں آئیں۔

لیکن انجام اس کا ایمان و اعمال کے ساتھ ہوگا۔ لیکن صحبت کے بغیر ہزاروں برس کی عبادت میں بھی بجائے خود یہ اثر نہیں کہ وہ کسی کو مردودیت سے محفوظ رکھ سکے۔ چنانچہ شیطان نے لاکھوں برس عبادت کی۔

ایک زمانہ صحبت باولیا بہتر از صد سالہ طاعت ہے یا

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ظاہر ہے ایسی چیز جو مردودیت سے ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دے، وہ ہزار یا سال کی عبادت سے بڑھ کر ہے، جس میں یہ اثر نہ ہو! صحبت شیخ کے بغیر کوئی لاکھ تسبیح پڑھتا رہے کچھ نفع نہیں، بغیر صحبت شیخ کے راز کر کافی نہیں۔ تجربہ کے بعد یہ کہتا ہوں، جو نفع شیخ کے پاس رہ کر ہوتا ہے وہ دور رہ کر نہیں ہوتا، جیسے لوہے میں مقناطیس کا اثر، درختوں میں پیوند کاری کا اثر، صحبت کے التزام سے ہوتا ہے۔

ادب: (صحبت کا بدل)

صحبت کا صحیح بدل تو کوئی چیز نہیں، بامر مجبوری، صحبت کا بدل یہ ہے اہل اللہ کے ملفوظات پڑھا کریں۔ ان کے تقویٰ و طہارت کی حکایتیں دیکھنا و سنا صحبت کا قائم مقام ہو جائے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔ خوف خدا و خشیت الہی تقویٰ کا بیج ہے سالک پر جب امید و رجاء کا غلبہ ہو جائے تو اس کے حالات خراب ہو جاتے ہیں۔ حالات درست کرنے کے لیے خشیت الہی و خوف خدا ضروری ہے اللہ پاک فرماتے ہیں:

وَاِنِ الْغَفَارُ لَمِنَ تَابٍ وَاَمِنْ وَعَمِلْ صَالِحًا

پیشک میں غفار ہوں اس شخص کے لیے جو توبہ کرے ایمان رکھے اور عمل کرے!

ادب: (خوف خدا پیدا کرنے کا طریقہ)

روزانہ مراقبہ موت و مراقبہ سوال جواب میزان کیا جائے اور اپنے اندر خشیت کی کیفیت پیدا کی جائے۔

ادب: (بیعت ضروری یا علم ضروری)

سالک کو چاہیے اگر اپنے نفس پر اطمینان ہو ضبط غالب ہو تو پہلے علم حاصل کرے، اور اگر اطمینان نہ ہو تو علم چھوڑ کر پہلے اپنی اصلاح کرے، یا شیخ کی صحبت و رابطے کا بھی ساتھ ساتھ التزام رکھے۔

ادب: (بد نگاہ سالک)

بد نگاہی نہایت مخفی اور نامحسوس گناہ ہے بعض سالک بد نگاہی میں بھی مبتلا ہوتے ہیں اور اپنے آپ کو متقی سمجھتے ہیں، اس کو معمولی گناہ سمجھتے ہیں، حالانکہ یہ آنکھوں کی بدکاری اور بدترین محصیت ہے، اور بدکاری متقی نہیں ہو سکتا۔ حدیث پاک میں ہے:

انا غیور واللہ اغیر منی ومن غیرتہ حرم الفواحش
ما ظہر منها وما بطن۔

میں بہت غیرت مند ہوں، اور اللہ تعالیٰ ہم سے زیادہ غیرت مند ہیں اور اسی غیرت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بے شری کی باتوں کو ظاہری ہوں یا چھپی ہوئی ہوں، حرام قرار دیا ہے۔

اور ظاہر ہے حرام کا مرتکب متقی اور ولی نہیں ہو سکتا۔ حدیث پاک میں ہے آنکھ زنا کرتی ہے، اس کا دیکھنا زنا ہے، کان زنا کرتے ہیں، ان کا زنا سننا ہے، اور زبان زنا کرتی ہے اس کا زنا بولنا ہے، اور ہاتھ زنا کرتے ہیں۔ والقلب یتبہی ویشتہی یعنی قلب کا گناہ سوچنا ہے، جس دل میں خوب صورت آنکھوں، خوب صورت رخساروں، خوب صورت ہونٹوں کے نقشے موجود ہوں، یہ گندگیاں بھر ہوئی ہوں اس کا دل کے اتق پر محبت و معرفت کا سورج کیسے طلوع ہو سکتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے۔ الناظر والمنظور

ملعون، بالتقصید ہاں ارادہ نظر کرنے والا یا اس ارادے سے زیب و زینت کرتا ہے یا کرتی ہے کہ پسندیدہ نظر ہو جاؤں، یہ دونوں ملعون ہیں۔

قرآن پاک میں ہے: ولا یصوبین ہاں جلہن۔ اگر پاؤں میں ایسا زیور ہو جس کی چھکار غیر محرموں تک پہنچتی ہو تو اس طرح پاؤں نہ رکھے جس کی آواز غیر محرم سن سکیں، تو جب زیور کی آواز کو غیر محرم کے لیے سنا حرام ہے اور عورتوں کو اس سے منع کیا گیا ہے، تو ان سے بولنا اور ان کو دیکھنا کیسے جائز ہوگا، حدیث پاک میں آتا ہے عورت خوشبو لگا کر مردوں کے سامنے گزرے، وہ عورت ایسی ویسی ہے، یعنی زانیہ ہے۔

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ:

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ مریدوں کے ساتھ چل رہے تھے، ایک حسین نصرانی لڑکا سامنے آیا، کسی مرید نے عرض کیا حضرت کیا ایسے خوبصورت لڑکے کو اللہ پاک جہنم میں ڈالیں گے۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تو نے حسین لڑکے کو بنظر استحسان دیکھا ہے۔ عنقریب تجھے اس کی مزا ملے گی، چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد اس شخص کو قرآن بھول گیا۔
رسائل قشیریہ میں ہے کہ ایک بزرگ طواف کر رہے تھے اور ایک چشم تھے اور بار بار بار و رد کر کہتے:

اللهم انی عوذ بک من غضبک

اے اللہ میں تیرے غضب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

کسی نے پوچھا، اس قدر کیوں پریشان ہو، کہا میں نے ایک لڑکے کو بری نظر سے دیکھ لیا تھا، غیب سے طمانچہ لگا اور آنکھ باہر نکل پڑی، اب ڈر رہا ہوں یہ گناہ دوبارہ نہ ہو۔

ادب: (غیر اللہ کا قرب)

غیر اللہ کا قرب اللہ کے قرب کو ختم کرتا ہے، سالک کو چاہیے، غیر اللہ سے متکلف دور رہنے کی کوشش کرے، عمدہ لباس کی دھن میں رہنا اور اُدھر کی باتیں کرتے رہنا، لذت و غذاؤں کی فکر میں رہنا یہ سب غیر اللہ ہیں۔

سالک کو چاہیے ضرورت سے زائد ان کی طرف توجہ نہ دے صبر من
الشہوات سے اور فطرو الی اللہ سے یہی مقصود ہیں۔ ورنہ سالہا سال کی محنت سے بھی
وہ اپنے اللہ کو یعنی اللہ کے قرب کو نہیں پاسکے گا۔
ادب: (خود کو چھوڑ کر دوسروں کی فکر کرنا)

سالک کو چاہیے پہلے اپنی اصلاح کی فکر کرے، اللہ پاک فرماتے ہیں
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَعْلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مِنْ ضَلَّ
أَذَاهُمْ يَتَمَذَّكُونَ۔

اے ایمان والو! تم پر لازم ہے کہ اپنے آپ پر نظر رکھو، جب تم خود ہدایت
یافتہ ہو گے تو گمراہ لوگ تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔
اللہ پاک فرماتے ہیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا
اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آگ سے بچاؤ۔
ہاں اپنی اصلاح کے ساتھ دعوت الی اللہ پہ مامور ہے وہ بھی کرتا رہے خصوصاً اس
نیت سے کہ میری اپنی اصلاح ہو، کیونکہ یہ قانون طبعی ہے۔
کسی عمل کے فضائل بار بار پڑھنے سے، بار بار سننے سے اور بار بار اس کی تبلیغ
کرنے سے خود کو عمل کا شوق پیدا ہو جاتا ہے۔

ادب: (اپنی اصلاح سے پہلے دعوت)
سالک کو چاہیے، جس معاملے میں اپنی اصلاح نہ ہو اس کی دعوت جاری رکھے،
قرآن پاک میں ہے۔

ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة
دعوت الی اللہ جاری رکھو، دل کو نرم کرنے والا وعظ کرو، حکمت سے لہریز باتوں سے
تربیت کرو، سببات کا احسن طریقے سے دفاع کرو، پہلے اپنی اصلاح کا مطلب یہ نہیں کہ

دعوت چھوڑ دو، بلکہ دعوت سے ہی نیت کرو کہ میری اپنی اصلاح ہو، اپنی اصلاح کی نیت نہ کرنا اور فکر نہ کرنا صرف دوسروں کی فکر میں پڑے رہنا یہ شخص غیبت اور عیب جوئی ہے، شیطانی دھوکہ ہے۔ وہ آدمی دوسروں پر تبصرے کرتا رہے گا اور آخر میں اپنے دل کو تپلی دینے کے لیے اور اپنی برأت قائم رکھنے کے لیے کہہ دے گا۔ مجھے اُن سے تعلق ہے، یہ برائیاں دیکھ کر ہم کو رحم آتا ہے، خدا کرے یہ برائیاں کسی طرح چھوٹ جائیں، میں نے یہ بطور ان کی غیبت کے نہیں کہا بلکہ ولی دکھ کے اظہار کے لیے کہا تو دیکھو شیطان نے اس سے کئی گناہ کرا لیے، دوسرے کی غیبت، برائی کی اشاعت، اپنے بھائی کی تذلیل اور سب سے بڑا نقصان یہ، ایک ہی کلمہ سے اپنی برأت اور اپنی اصلاح سے بے فکری، اللہ پاک فرماتے ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ
اَثْمٌ --- تو اب الرحیم۔

اے ایمان والو! سوء ظن سے اپنے آپ کو بچاؤ، اور لوگوں کی عیب جوئی مت
کرو اور عیب گوئی مت کرو کیا تم اپنے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرو گے، ہرگز
نہیں، تم کراہت کرو گے، اللہ سے ڈرو، تقویٰ اختیار کرو، تو بہ کرو، اللہ پاک
زبردست تو بہ قبول کرنے والے ہیں۔ رحیم ہیں۔

اس آیت میں بعض الظن اثم کا جملہ فرمایا، اس لیے کہ شیخ کا سوء ظن یا استاذ یا
والدین کا سوء ظن ممنوع نہیں، بلکہ تربیت اور ضرورت اصلاح کے لیے حالات کا تجسس و سوء
ظن ضروری ہیں۔

ادب: (اصلاح کی طریقہ)

کتاب و سنت اور مشائخ سے جو اصلاح کا طریقہ بندہ فقیر کو معلوم ہوا ہے وہ دو
طرح کا ہے (۱) عمومی خطاب۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے ام قیس رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام بھیجا، اُس نے
ہجرت کی شرط پر قبول کیا، اور خود ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لے آئیں، وہ صحابی رضی

اللہ عنہ اگرچہ ہجرت کا ارادہ رکھتے تھے، لیکن اس نکاح کی ترغیب و تحریک سے جلدی ہجرت کر کے مدینہ شریف تشریف لے آئے۔

حضور اقدس ﷺ نے اس صحابی کی اصلاح کے لیے عمومی خطاب فرمایا: انما الاعمال بالنیات (الحديث) اعمال کا ثواب و عقاب نیت پر ہے۔ آگے فرمایا آدمی کو ثواب و عقاب نیت کے مطابق ملے گا، پھر آگے فرمایا: جس نے ہجرت کی اللہ اور اللہ کے رسول کی رضا کے لیے وہ عند اللہ مقبول ہے اور جس نے ہجرت کی دنیا کے لیے یا عورت کے لیے تو یہ ہجرت انہی کے لیے ہے۔

دوسرا طریقہ خصوصی نصیحت کا ہے کہ اصلاح کے لیے خلوت میں نصیحت کرے، یہ طریقہ خیر خواہی کا ہے، اور اس میں حفاظت عزت ہے اور مؤثر بھی ہوگا انشاء اللہ۔

ادب: (اصلاح کا ایک اور طریقہ)

اصلاح کا ایک تیسرا طریقہ بھی ہے کہ ماحول مہیا کرے، غیر محسوس انداز میں صحبت مہیا کرے۔ ایک ڈاکٹر صاحب جن کا بہت بڑا ہسپتال ہے، سلسلے میں داخل ہیں، مجھ سے شکایت کی کہ میرا بیٹا نماز نہیں پڑھتا، آوارہ گردی کرتا ہے، اس کو میں نے بہت سمجھایا، دلائل سے، پیار سے، حکمت سے، مگر وہ ٹھیک نہیں ہو رہا، فقیر نے عرض کیا غیر محسوس انداز میں اس کو ماحول مہیا کرو، نصیحت کرنا اور سمجھانا چھوڑ دو، اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہو، مانگتے رہو، ماحول کا مطلب یہ ہے کہ جب جماعت والے مسجد میں آئیں تو بچے سے یہ نہ کہو کہ وقت لگاؤ، ساتھ بیٹھو، بلکہ ان کو مسواک دیدو اور کہو کہ بیٹا یہ جماعت والوں میں تقسیم کردو، اور کبھی چائے کی چدیک اس کے ہاتھ بھیج دو اور کبھی اس کے ذریعے سے برتن منگوا لو۔ اس طرح کوئی اللہ والا آیا ہوا ہو تو یہی معاملہ کر دو تو الحمد للہ اس کا بیٹا آج پڑھ لکھ پوسپ کا مالک ہے اپنی مسجد کے ماحول کا فکر مند ہے، اپنی مسجد کی امامت و خطابت کا منتظم اعلیٰ ہے، اہل اللہ سے محبت رکھتا ہے قرآن پاک میں ہے۔

ان الله مع الذين اتقوا والذين هم محسنون

یقین کرو میں اللہ صاحب تقویٰ عامل بالنتہ کی معیت میں ہوتا ہوں۔ تو اس ماحول

سے اس کو معیت کی برکت حاصل ہوگی۔

غیر محسوس تبدیلی آئے گی، جہاں شیر ہو اس ماحول میں شیر کی بو آتی ہے، جہاں اونٹ ہوں، بکریاں ہوں، خود بخود بو آتی ہے، جہاں عطر کی دکان ہو وہاں خود بخود خوشبو آتی ہے، تو یہ کیسے ممکن ہے کہ صحبت سے معیت کی برکت حاصل نہ ہو؟

ادب: (غیبت سے بچو)

سالمک کو چاہیے نہ غیبت کرے نہ غیبت سنے بالکل پرہیز کرے، حدیث پاک میں آتا ہے:

الغیبة اشد من الزنا

زنا سے بھی زیادہ شدید گناہ غیبت ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے، غیبت نیکوں کو ایسے کھا جاتی ہے جیسے آگ خشک ککڑیوں کو، پھر اس میں تقصیع وقت ہے اور جس جماعت میں ہم آئے ہوئے ہیں اس کی بدنامی ہے اور یقیناً یہ غیبت دوسرے کے پاس پہنچے گی۔

تو حسد اور بغض اور توڑ پھڑ پیدا ہوگا، اور اس کے ساتھ ساتھ آپ کے سلسلے کا کام، آپ کا تصوف و سلوک پر بہت برے اثرات پڑیں گے۔

غیبت کیا ہے

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، غیبت یہ ہے کسی کے پس پشت یا کسی کے غائبانہ ایسی برائی بیان کرنا کہ اگر اس کے سامنے کی جائے تو اس کو رنج پہنچے، اگر چہ وہ بات سچی ہو، اور اگر وہ بات سچی نہ ہو تو وہ بہتان ہے اور سننے والا اگر منع کرنے پر قادر ہو تو اس کا سننے رہنا بھی غیبت کے حکم میں ہے، غیبت ایسا گناہ ہے کہ مجنوں یا بچے کی، یا کافر ذمی کی غیبت کرنا بھی حرام ہے، اس طرح کبھی غیبت فعل سے ہوتی ہے، جیسے نابینا کی نقل کر کے، یا ٹکڑے کی نقل کر کے چلنا، یا کسی کے کپڑوں کی طرف اشارہ کرنا جس سے اس کی حقارت ہو، یہ سب ایسے گناہ ہیں، سالمک کو بے وقار بنا دیں گے، دین کا بھی نقصان ہے دنیا کا بھی

نقصان ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے، کسی کے مکان میں یا سواری اور اولاد میں اس طرح اس کے تعلقات میں سے کسی چیز میں عیب نکالنا بھی غیبت ہے، آج کل اس کو تفریح طبع اور دل لگی کہہ دیتے ہیں، غیبت تو گناہ کبیرہ ہے۔

فضول باتیں بھی منکرات لسان میں داخل ہیں، ترمذی شریف کی حدیث ہے، حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

يَا معاذ رضى الله عنه --- الا اد لك بملاك ذلك كله -

میں تمہیں ان تمام اعمال کی زینت و زینت بتاؤں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ارشاد فرمائیں یا رسول اللہ ﷺ!

فاخذ بلسانه فقال كف عليك، تو آپ ﷺ نے اپنی زبان مبارک کو پکڑا پھر فرمایا، اس پر کنٹرول کر، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا واذا المؤاخذون بما نكلمهم يا رسول الله ﷺ، ہم آپس میں ایسے دل لگی کی باتیں کرتے رہتے ہیں، جو بے مقصد ہوتی ہیں، کیا ان پر مواخذہ ہوگا، تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

هل يكب الناس على وجوههم او على مناخرهم الا حصائد السنتهم

یعنی لوگوں کو چہرے کے بل یا ناک کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ اور اس کے گناہ صرف زبان کی کٹی ہوئی کھیتیاں ہوں گی۔ تو ہر مسلمان کو چاہیے، سالک کو خصوصی طور پر کہ فضول گوئی سے بھی پرہیز کرے۔

ادب: (کثرت کلام سے دل مردہ ہو جاتا ہے)

کثرت کلام سے تجربے اور مشاہدے سے ثابت ہے آدمی جھوٹ اور غیبت میں ضرور مبتلا ہو جاتا ہے، کثرت کلام سے دل میں ظلمت اور دل میں سختی پیدا ہوتی ہے،

ساری طاعات کا مدار تو دل ہے جب دل نور سے خالی ہو گیا اور اس میں سختی آگئی، تو اب گناہوں میں مبتلا ہونا کچھ بھی بعید نہیں، اور یہ بھی عام تجربہ سے ثابت ہے زیادہ بولنے والے پر دوک ٹوک اثر نہیں کرتی حدیث و قرآن بھی اثر نہیں کرتا، کیونکہ دل مردہ ہو گیا، بات سننے اور قبول کرنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے!

ادب: (فضول سوالات کا جواب بھی نہ دیں)

سالک کو چاہیے، فرائض و واجبات سنن و مستحبات کی طرف مکمل توجہ رکھے فضول سوالوں کا بھی جواب نہ دے۔ اکثر لوگ سوال کرتے ہیں، مولیٰ علیہ السلام کی والدہ کا نام کیا تھا، آدم علیہ السلام کا نکاح کس نے پڑھا تھا۔ حضور اقدس ﷺ کے والدین ایماندار تھے یا نہیں۔ ایسے لوگ قابلِ رحم ہیں ان کی اصلاح کرو، ایک مولوی صاحب نے جواب دیا کہ تم کو نماز کے فرائض معلوم ہیں؟ کہنے لگا نہیں، تو مولوی صاحب نے فرمایا نصیب کی بات ہے قیامت کے دن جس کا سوال سب سے پہلے اس کی تم کو خبر نہیں اور حضور اقدس ﷺ کے والدین کا ایمان جس کے متعلق نہ قیامت میں ہم سے سوال ہوگا، نہ قبر میں، تمہیں اس کی فکر ہوگئی، حدیث پاک میں آتا ہے حضور اقدس ﷺ سے کسی نے سوال کیا کہ اگر کسی کو گمشدہ اونٹ ملے تو کیا کرے، آپ ﷺ نے فرمایا! اللہ پاک نے اونٹ کو موزے پہنائے ہیں، وہ پہاڑوں میں ریگستانوں میں چل سکتا ہے اس کے پیٹ میں پانی کا ایک مشکیزہ ہے وہ عرصہ تک اس کا پانی پی سکتا ہے، اللہ پاک نے اس کو لمبی گردن اور لمبی لاتیں دی ہیں وہ اونچے اونچے درختوں سے کھا سکتا ہے یعنی تجھے اس کی فکر نہیں کرنی چاہیے تو آپ ﷺ نے اس سوال پر کراہت کا اظہار فرمایا، اور قرآن پاک میں ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنَ أَشْيَاءٍ إِن تَبَدَّلَ لَكُمْ تَسْوَعُمْ

اے ایمان والو! معاملات غیر ضروریہ کے متعلق سوال نہ کرو، اگر تمہیں ایسا

جواب ملا جو تمہارے لیے ہتک عزت یا دشواری کا باعث ہو، تو تم پریشان

ہو جاؤ گے۔

حدیث پاک میں آتا ہے۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے سوال کیا میں حلالی ہوں یا حرامی ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا تم حلالی ہو، اپنے باپ سے ہو تو اس صحابی رضی اللہ عنہ نے یہ سوال، جواب اپنی والدہ کو سنایا تو والدہ ناراض ہوئیں کہ بیٹا ایسے سوال نہیں کرنے چاہئیں، اسلام سے پہلے ہم جہالت میں تھے، جانور تھے، کسی گناہ کی کوئی رکاوٹ نہیں تھی، اگر خدا نخواستہ یہ گناہ بھی میرا ہوتا تو اس سوال کے جواب سے تم ہمیشہ کے لیے رسوا ہو جاتے۔

ادب: (سالمک کو چاہیے کہ کھانے پینے میں سلیقہ رکھے)

سالمک کو چاہیے، زیادہ کھانے یا لذیذ کھانے کا شوق نہ رکھے، کیونکہ زیادہ کھانا یا لذیذ کھانا شہوت کو پیدا کرتا ہے، اور یہ خطرناک مرض ہے، زیادہ کھانے سے اعمال میں سستی، کاہلی آ جاتی ہے، نیند کا غلبہ ہوتا ہے، اور بدہضمی کی شکایت بھی پیدا ہو جاتی ہے، پھر ہر وقت آدمی بیمار ہونے لگتا ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے ایک نصرانی بادشاہ نے ایک حکیم مدینہ طیبہ کی طرف بھیجا کہ یہ اہل ایمان کا علاج کرے گا، وہ ایک سال تک رہا، اہل ایمان سے کوئی بیمار نہ ہوا، حضور اقدس ﷺ نے اس کو واپس بھیج دیا اور فرمایا کہ ہم لوگ بغیر بھوک کے نہیں کھاتے۔ اور کچھ بھوک ابھی باقی ہوتی ہے کہ ہم کھانا چھوڑ دیتے ہیں، اس لیے ہمیں حکیم کی ضرورت نہیں!

ادب: (نیند میں اور آرام کرنے میں اعتدال)

سالمک کو چاہیے کہ نیند میں اور آرام کرنے میں اعتدال رکھے، آرام اتنا کرے جس سے صحت اور طاقت بحال رہے، اور سکون اور اطمینان کے ساتھ اعمال کی توفیق نصیب ہو، زیادہ سونے سے غفلت اور محنت پیدا ہوتا ہے، اس طرح اوقات کی پابندی بھی نصیب نہیں ہوگی، اعمال اور کاروبار میں شدید بد نظمی ہوگی، یہی بد نظمی ناکامیوں کی جڑ ہے، ایسے شخص کی اکثر نمازیں بے وقت یا تنگ وقت میں ادا ہوتی ہیں، اور عین ممکن ہے عشا اور

فجر قضا بھی ہوتی ہوں۔

اور تہجد جیسی نعمت اس کو نصیب بھی نہ ہوگی، ہمارے اکابر کو نیند پر ضبط حاصل تھا۔ ہمارے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ جس وقت کی نیت فرماتے کہ اس وقت اٹھنا ہے اسی وقت آنکھ کھل جاتی، خواہ ایک گھنٹہ یا آدھا گھنٹہ پہلے سوئے ہوں۔

حضرت سید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بھی یہی سنا ہے، ہمارے تمام اکابر ہی ایسے تھے۔

ادب: (اپنے پردوسروں کو ترجیح دو)

سالک کو چاہیے کہ اپنے آرام پردوسروں کے آرام کو ترجیح دے، قرآن پاک میں ہے:

وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ

اپنی ضرورت اور حاجت کے باوجود دوسروں کی حاجت کو ترجیح دیتے تھے، یہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حق میں فرمایا گیا ہے، رسائلِ قشیریہ میں ہے، ایک اللہ والے نے محلے کے سر جانے والے ایک آدمی کو خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں ٹہل رہا ہے پوچھا کہ تیرے ساتھ کیا معاملہ ہوا۔ اس نے کہا: ایک درخت کی موٹی ٹہنی راستے پر جھکی ہوئی تھی، آنے جانے والوں کو تکلیف ہوتی تھی، میں نے اس کو کاٹ دیا، تو اللہ پاک نے اس وجہ سے میری مغفرت کر دی۔

حدیث پاک میں ہے ایک زانیہ عورت کی مغفرت اس عمل سے ہوئی کہ اس نے ایک پیاسے کتے کو پانی پلا یا کہ اپنا سموزہ دوپٹے سے باندھ کر کنویں میں ڈال کر پانی نکالا اور کتے کو پلا یا۔

حدیث پاک میں آتا ہے ایک عورت کی بخشش اس لیے ہوئی کہ سردی کے موسم میں بلی کے بچے کو اپنی رضائی میں لے لیا۔

شیخ بہاؤ الدین ذکر یا رحمۃ اللہ علیہ سلوک حاصل کر رہے تھے ان کے دل پہ القاء ہوا سلوک کا جزاء اعظم مخلوق کی خدمت اور راحت ہے تو وہ مسافر خانے میں جاتے، اس

طرح لڈوں اور چوراہوں پر مسافروں کی خدمت کرتے، ان کو آرام پہنچاتے، کچھ عرصہ کے بعد الہام ہوا کہ میں نے کہا، میری مخلوق کی خدمت کرو، میری مخلوق صرف انسان نہیں، حیوان بھی میری مخلوق ہیں تو پھر یہ انسانوں کی بھی خدمت کرتے، اور مال مویشی کی بھی گھاس ان کے لیے لاتے تھے، اُن کو چرانے کے لیے لے جاتے، پانی پلاتے، کچھ عرصہ کے بعد الہام ہوا کہ میں نے کہا میری مخلوق کی خدمت کرو، میری مخلوق صرف حلال مال نہیں، حرام مال بھی میری مخلوق ہے تو اب وہ کتوں اور ہلوں کی بھی خدمت کرتے کہ قصابوں کی دکانوں سے گوشت اور ہڈیاں چن کے لے آتے اور ان کو کھلاتے۔

ایک دفعہ قبرستان میں بیٹھے، ذکر اللہ میں مصروف تھے دیکھا کہ ایک دھنسی ہوئی قبر پر کتیا کھڑی ہے، نہایت کمزور، اور آبادی کی طرف منہ کر کے حیران اور پریشان کھڑی ہے اور قبر کے اندر سے اس کے بچوں کی آوازیں آرہی ہیں وہ سمجھ گئے کہ کتیا بھوکى ہے آبادی کی طرف جانا چاہتی ہے مگر بچوں کی وجہ سے نہیں جا رہی تو شیخ بہاؤ الدین ذکر یا رحمۃ اللہ علیہ نے قبرستان سے نکل کر مٹھائی والے سے مٹھائی لی، اور واپس قبرستان کا رخ کیا مٹھائی والے کو شک ہوا کہ یہ صوفی کسی عورت کی ملاقات کے لیے گیا ہے، تو وہ بھی چھپتے چھپتے چلے گیا، دیکھتا ہے کہ صوفی نے کتیا کو مٹھائی ڈالی، وہ کھا گئی، دوسری بار ڈالی وہ کھا گئی، تیری بار ڈالی تو کتیا نے آسمان کی طرف منہ کیا تو آسمان سے آواز آئی تیری خدمت قبول ہوگئی، ہم نے تجھے ولایت کا تاج پہنا دیا، اور شیخ کا جسم سورج کی طرح چمک رہا تھا، مٹھائی والے نے جب سارا حال دیکھا تو نادام ہوا جلدی جلدی شیخ کے قدموں میں بیٹھ گیا اور معافی مانگتا رہا تو بہ کرنا رہا تو ہاتھ نے دوبارہ آواز دی، شیخ کے ساتھ بیٹھنے والے اللہ پاک نے تجھے بھی قبول کر لیا ہے، تمہیں بھی ولایت کا مقام عطا کر دیا۔

تصوف بجز خدمت خلق نیست

گرچہ سجادہ و تسبیح و تلق نیست

یعنی تصوف و سلوک دوسروں کی خدمت اور دوسروں کو راحت پہنچانا ہے صرف لمبا کرنا، لمبا اور چوڑے کا نام تصوف و سلوک نہیں، آج خانقاہوں میں سالکین،

صاحبزادے بن کے بیٹھے ہیں، خدمت کا تصور تک نہیں بلکہ خدمت کے تقاضے کرتے رہتے ہیں۔ ناشتہ چاہیے، چائے چاہیے، تولیہ اور صابن چاہیے، بعض سالکین تو کپڑے دھلانے کے لیے صرف اور صابن بھی مانگتے ہیں اور اپنے پرہیزی غذا کے مطالبے پیش کرتے ہیں۔

بھلا ایسوں کو سلوک کیسے نصیب ہوگا، جو شیخ کے پاس بھی خندوم بن کر رہیں۔ خانقاہ کی صفائی کا خیال نہیں، یہ سوچ کے آتے ہیں، بنا بنایا دسترواں ملے گا، بچھے بچھائے بستر ملیں گے، بیٹھے بٹھائے ہاتھوں میں کھانا، پینا ملے گا، ہمارے حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں سالکین خدمت کا جذبہ رکھتے تھے۔ مولانا عبدالکریم جو سلسلے سے وابستہ تھے اور اسباق بھی پڑھتے تھے۔

گھر میں بھنگن آتی تھی، لیٹرینوں کی صفائی کر جاتی تھی، اس وقت فلش کی ترتیب نہیں ہوتی تھی تو والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تبلیغی سفر پہ تھے، والدہ صاحبہ نے مولانا عبدالکریم کے ذمہ لگا کر بھنگن تلاش کرو، تلاش کے باوجود اس کو بھنگن نہ ملی، شام کو اس نے کہا، جب تک بھنگن نہیں ملتی، بھنگی آیا کرے گا، وہ صفائی کر دے گا۔ تو روزانہ صبح صادق کے بعد وہ دروازے پہ آواز دیتا، خواتین پردے میں ہو جاتیں، بھنگی صفائی کر کے چلا جاتا، کچھ دنوں کے بعد حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے، ان کو حال حال واقف سنایا گیا، تو والد صاحب نے دوسرے روز صبح کو بھنگی کو دیکھا کہ اس وقت کون آتا ہے، دیکھا تو وہ مولوی عبدالکریم تھے تو حضرت والد صاحب نے فرمایا کہ یہ تم کیا کر رہے ہو، اس نے عرض کیا (حضرت) میں اپنے دل کی صفائی کر رہا ہوں۔ خدا کرے، کسی سالک کو یہ باتیں سمجھ میں آجائیں۔ شیطان بڑا دشمن ہے وہ دوسلوں میں ڈالتا ہے۔

ادب: (سالکین کی بد حالی)

بعضوں کو دیکھا ہے کہ وہ خانقاہ میں آگئے لیکن چاہتے ہیں ہمیں کچھ کرنا نہ پڑے کبھی جام پور، کبھی ڈیرہ غازی خان، کبھی ایک مدرسہ میں، کبھی دوسرے مدرسہ میں، خوب

سیر کرتے ہیں تعلقات بڑھاتے ہیں، اپنا تعارف کراتے ہیں، دعوتیں کھاتے ہیں اور ان کو دعوتیں دیتے ہیں، ایسے لوگوں کے قلوب انوار سے خالی ہوتے ہیں۔ خانقاہ میں حاضر ہونے کا مقصد اصلاح اخلاق ہے۔ یعنی کبر، غضب، حسد، ریا، مکرو فریب، حرص طمع، غیبت، حرام خوری، فحش گوئی سے پرہیز اور لوگوں کی خدمت، اصلاح اخلاق کی جگہ آج صرف ایک ہی رہ گئی ہے خانقاہ، اگر اس میں بھی روک ٹوک اور تربیت نہ ہو، پھر تو مدت العمر اصلاح کی امید نہیں ہو سکتی۔

ادب: (سالکین کے لیے ضروری ہدایات)

خانقاہ میں آنے والوں کو یہ ہدایات کی جاتی ہیں۔

- ۱۔ لوگوں سے میل جول تعلق تعارف زہر آلود مٹھائی ہے اس سے بچو۔
- ۲۔ دوسرے کو حقیر مت سمجھو، دوسرے سے خدمت مت لو۔
- ۳۔ خانقاہ کے نظام کی پابندی کرو۔
- ۴۔ مسجد و خانقاہ کی صفائی اپنے ذمہ لو۔
- ۵۔ خانقاہ اور مسجد کی ہر چیز اپنے ہاتھ لگانے پر رکھو۔
- ۶۔ طلب اور شوق رکھو۔ مجاہدہ اور اعمال میں کوشش کرو۔
- ۷۔ دس سال سے کم عمر بچوں کو خانقاہ و مسجد میں نہ لے آؤ، اسی طرح بغیر اجازت کے عورتوں کو نہ لے آؤ۔
- ۸۔ نوافل خصوصاً تہجد کا اہتمام و التزام کرو، معمولات و ہدایات کی پابندی کرو۔

ادب:

(سالک کو چاہیے دس سال سے کم عمر بچوں کو نہ لے آئے۔ جب شریعت نے ان کو مکلف نہیں بنایا، یہ کیوں تکلف کرتا ہے، اسی طرح پڑھائی کے ایام میں بھی بچوں کو چھٹی کرا کے نہ لے آئے، شور و غل کرنا، اچھلنا، کودنا، حرکتیں کرنا، یہ بچوں کا حق ہے اور ان کا ضروری مشغلہ ہے، سالک اپنے بچے کی محبت اور اس کی خدمت میں پریشان رہے گا۔ اپنا

مقصد فوت کر بیٹھے گا۔ حدیث پاک سے بھی یہی مفہوم حاصل ہوتا ہے کہ جب بچے سات سال کے ہوں تو ان کو نماز کا حکم کرو، تو اس عمر میں یہ حکم عادت ڈالنے کے لیے ہے، جب دس سال کی عمر ہو تو آہستہ آہستہ ان کو پابند بناؤ۔

ادب: (خواتین کو ساتھ نہ لائیں)

سالک کو چاہیے بغیر اجازت شیخ (عمومی یا خصوصی) خواتین کو ساتھ نہ لے آئیں کیونکہ اکثر و بیشتر ان کے ساتھ بچے ہوتے ہیں یہ خواتین کی مجبوری ہے۔ بچوں کا اچھلنا، کودنا، حرکتیں کرنا، اندر باہر آزاد پھرنا، یہ سب بچے کے حقوق ہیں اور اس کے لیے یہ سب کچھ مناسب ہیں لیکن اس سے خواتین اپنا مقصد حاصل نہیں کر سکتیں، اسی طرح اپنی اپنی عمر کے مطابق بچوں کے تقاضے اور وقت بے وقت کے مطالبے ہوتے ہیں جس سے خواتین اعمال اور اصلاح کے لیے اپنے آپ کو فارغ البال نہیں کر سکتیں، اور اس طرح خانقاہی ماحول بازار کا ماحول بن جاتا ہے۔ دوسرے کے لیے بھی پریشانی کا سبب ہوں گے نیز تجربے سے ثابت ہے بعض خواتین کے آنے کی غرض فاسد ہوتی ہے۔ جس سے خانقاہ ہی سے برائیاں پھیلنا شروع ہو جاتی ہیں، ایک عورت کا دیور عالم دین ہیں، مفتی ہیں، اور میرے مرید ہیں، میرے پاس آئے اور خوش ہو کر کہنے لگے، میری بھابی آپ کی خدمت میں دس پندرہ دن رہی ہے، آپ کی اور خانقاہ والوں کی خدمت کرتی رہی ہے کل واپس آئی ہے، بہت خوش ہے، نظام اور ماحول کی بڑی تعریف کرتی ہے، اب دوسری خواتین بھی اجازت چاہتی ہیں تحقیق کرنے پر معلوم ہوا وہ صرف آدھا گھنٹہ کے لیے آئی تھیں، ادھر ادھر چل پھر کر مو بائل پہ باتیں کرتی رہی۔ پھر باہر چلی گئی، اور دس بارہ دن غائب رہی اور گھر جا کر کہنے لگی کہ میں حضرت صاحب کی خدمت کرتی رہی، اس طرح جہاں باقاعدہ عورتوں کی نشستیں مقرر ہیں، وہاں بھی اس قسم کے کثیر واقعات سامنے آتے رہتے ہیں۔

ادب: (عورتوں کی اصلاح کیسے ہو)

مردوں کی نسبت عورتوں کی اصلاح زیادہ ضروری ہے، میرے پیرو مرشد مرشد عالم

رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے مرد بنا، فرد بنا، عورت بنی، خاندان بنا پھر عورت میں قبولیت کی استعداد اور تربیت پذیری کی صلاحیت زیادہ ہوتی ہے۔ وہ بنتی بھی جلدی اور بگڑتی بھی جلدی ہے۔ اس لیے مسلسل ان کی تربیت اور نگرانی کی ضرورت ہے، بہتر یہ ہے کسی صاحب علم اور صاحب تقویٰ سے عورتوں کی اصلاح و تربیت کا مشورہ لیا جائے، اور اس کے مطابق کام کیا جائے۔ چند عمومی مشورے فقیر بھی عرض کرتا ہے۔

۱۔ تعلیم:

عورتوں کے لیے احکام و مسائل کی تعلیم کا انتظام کرے، اور عورت ہی پڑھائے، تعلیمی نصاب میں تعلیم الاسلام، بہشتی زیور، زبدۃ الفقہ

۲۔ قرآن پاک کی تفسیر:

تفسیر عثمانی کے ترتیب پر پڑھانی چاہیے، اور احادیث میں پہلے جوامع الکلم، پھر زاد الطالبین، پھر ریاض الصالحین آدھی ہو جائے یا دو تھائی، پھر مشکوٰۃ شریف کے منتخب ابواب، پھر بخاری شریف کے چند ابواب، اور طالبِ مدلل پاس ہو تو بہتر ورنہ پر انمری تک سکول کا مروجہ نصاب، اور انگلش قاعدے سے لے کر چھٹی جماعت کی کتاب تک۔ تجوید کے لیے رسالہ جمال القرآن اچھی طرح پڑھا جائے اور قرآن پاک کی مشق کرائی جائے، حسن صوت، جودتِ الفاظ اور علمِ الادب و اوقات کی طرف خصوصی توجہ دلائی جائے۔

۳۔ تربیت:

تربیت کے لیے فضائلِ اعمال کی تعلیم اور اللہ کے حبیب ﷺ کی محبوب سنتوں والی کتاب سنا کر ان کی عملی تربیت کریں، اور ادعیہ، ماثورہ اردو، عربی میں ان کو یاد کرائیں۔ اسی طرح اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت پر اور اولیاء کرام کے کرامات و واقعات کی کوئی کتاب ان کو سنانے کا اہتمام کریں۔ ماہوار یا سہ ماہی میں صاحبِ نسبت کسی اللہ داسے سے ذکرِ اذکار کی مجالس قائم کرائیں۔ اسی طرح شائل کبریٰ، ہفتہ میں ایک مرتبہ یا دو مرتبہ سننے کا اہتمام کیا جائے۔

۴۔ مشغولیت:

عورتوں کی اصلاح کے لیے اس نمبر پر خصوصی توجہ رکھیں کہ ان کو مشغول رکھیں فارغ نہ ہونے دیں، فارغ بیٹھنے میں بیٹھار برائیاں پیدا ہوتی ہیں، کبھی تعلیمی مصروفیات میں مشغول رکھیں کبھی تربیت اور اس کے متعلقات میں مشغول رکھیں، اور کبھی مدرسہ کی اور لیسرینوں کی نظافت و طہارت پر مشغول رکھیں اور کبھی ہفت روزہ یا ماہانہ تقاریر کی تیاری، حسن قرأت، حمد و ثناء اور فکر آخرت کے اشعار گوئی میں مشغول رکھیں۔ یہ نصاب سہولت کے ساتھ پڑھائیں، کوشش کریں کہ ایک سال میں یا دو سال میں فارغ ہو جائے، اور اپنے ماحول میں کام کرے۔

ادب: (استغناء ضروری ہے)

صاحب سلسلہ کو چاہیے خدا پر بھروسہ رکھے۔ اہل دنیا سے مستغنی ہو جائے، اس پر استقامت کر کے دیکھیں، اللہ تعالیٰ غیب سے مدد کریں گے۔ اور اہل دنیا کو اس کے قدموں میں ڈال دیں گے، وہ آپ کے محتاج ہوں گے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں:

وإن لو استقنوا علی الطریقة لا سقیناھم ماء غدقا

اگر یہ لوگ طریقہ سنت پر استقامت رکھیں تو ہم ان کو نہ جارتہ جا کر کھلائیں گے، پلائیں گے۔

صاحب سلسلہ کے پاس بقدر ضرورت دنیا موجود ہے لیکن اہل دنیا کے پاس دین کچھ بھی نہیں، تو ان کو ہر حالت میں دین کی ضرورت پڑے گی، نماز میں، روزہ میں، حج میں، عمرہ میں، صدقہ میں، خیرات میں، بیماریوں میں، پریشانیوں میں، غرض اگر صاحب سلسلہ بالکل استغناء کریں تو یہ لوگ خود چل کر آئیں گے۔ ہماری اپنی کمزوری یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کا تعلق پیدا نہیں کرتے، رسول اللہ ﷺ کے سچے غلام بن کر نہیں رہتے، اگر ہم اپنی ذمہ داری پوری کریں تو ہمیں کسی کی پروا نہ رہے۔

ادب: (دعوتوں میں شریک ہونا)

صاحب سلسلہ کو چاہیے کہ وہ امراء کی دعوتوں میں شریک نہ ہو، امراء کی دعوت میں تقویٰ طہارت کا خیال نہیں ہوتا، پھر سنت کا اہتمام نہیں ہوتا، تو اس میں سلسلہ کی اور صاحب سلسلہ کی ذلت ہے، اسی طرح صاحب سلسلہ کو چاہیے دو کے اختلاف میں کسی کا فریق نہ بنے، کسی کا محین اور شاہد نہ بنے۔ بلکہ سب سے بڑے ایک جیسا حسن سلوک کرے ورنہ صاحب سلسلہ اور خود سلسلہ متنازعہ ہو جائے گا۔

ادب: (نعم الامیر علی باب الفقیر)

شیخ الطائفہ حاجی ادا اللہ مہاجر کی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے، جب امیر فقیر (اللہ والا) کے پاس آجائے تو اب وہ امیر نہیں بلکہ نعم الامیر ہے۔ تو صاحب سلسلہ کو چاہیے خود امراء سے تعلق پیدا نہ کرے، اور اگر وہ تعلق رکھیں تو انکار بھی نہ کرے، حدیث پاک میں آتا ہے۔

العلماء امناء الدين مالم يخالطوا الامراء فأذا خالطوا

الامراء فهم لصوص الدين فأخذروهم۔

علماء دین، دین کے امین ہیں، جب تک امراء سے مخالطت نہ رکھیں اور جب امراء میں گھسنے لگیں، ہم مذاق، ہم مشرب ہو جائیں تو وہ دین کے ڈاکو ہیں، ان سے لوگوں کو بچنا چاہیے۔

اس مخالطت سے بد امنیت پیدا ہو جاتی ہے۔ حق تعالیٰ کی عظمت اور اہل حق کی محبت کی بجائے اہل دنیا کی عظمت آ جاتی ہے اور ان کے باطل طریقہ سے نفرت کم ہو جاتی ہے، پھر اپنی خواہشات اور ضروریات کی وجہ سے اظہار حق کی ہمت ختم ہو جاتی ہے۔

ادب: (مرتبہ کے لائق معاملہ کرے)

حدیث پاک میں آتا ہے انزلوا الناس منازلہم ہر ایک کے ساتھ اس کے مرتبہ کے مطابق معاملہ کرو، اس لیے صاحب سلسلہ کو امراء کے مرتبہ کی مطابق عزت

کرتی چاہیے۔ مگر تعلیم و تربیت میں کمی نہ کرے، ان کو دین مکمل سمجھائے، نفرت سے اور حقارت سے وہ دین سے دور ہو جائیں گے، عین ممکن ہے وہ کسی دین کے ڈاکو اور چالپوسی اور خوشامدی کے جال میں پھنس جائیں یہ کتنا بڑا نقصان ہے۔

قوی القلب اور غنی النفس ہو کر امراء سے تعلق رکھے۔ تعلق کی ممانعت نہیں، تملق (خوشامدی) کی ممانعت ہے۔

ادب: (تقسیم کار)

ایک جماعت میرے پاس آئی کہ تعلیم و تدریس کا کام بنیادی ہے، درسگاہیں دین کے قلعے ہیں، انسان ساز فیکٹریاں ہیں، مدارس سے علماء، فقہاء، مشائخ، مبلغین، مناظرین، مجاہدین، تحقیق و تصنیف کے علوم، یہ سب مدارس کی مرہون منت ہیں، لہذا سب سے اہم اور بنیادی کام مدرسہ ہے اور درس و تدریس ہے۔ اس میں یکسو ہو کر کام کرتے رہنا چاہیے۔ کسی اور طرف توجہ نہیں دینی چاہیے۔

ایک دوسری جماعت آئی، اس نے کہا سب سے اہم کام تبلیغ ہے، اسلام تبلیغ سے پھیلا ہے، بلغوا عني ولو اية فليبلغ الشاهد الغائب کا حکم سن کر صحابہ رضی اللہ عنہم دنیا میں پھیل گئے۔ دین کی تبلیغ کرتے رہے، باہر کی دنیا میں تبلیغ دین کے ذریعہ پہنچ سکتا ہے، لوگ کھیتوں میں ہیں، فیکٹریوں میں ہیں، دفتروں میں ہیں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں ہیں، مارکیٹوں میں ہیں اور عدالتوں میں ہیں، مختلف شعبہائے زندگی میں ہیں، ان تک دین پہنچانے کا ذریعہ صرف تبلیغ ہے، پھر دین تبلیغ سے جو متاثر ہوں گے وہ زندگی کے تمام شعبوں میں دیندار بن کر کام کریں گے، اور ان کے بچے درسگاہوں میں آئیں گے، عالم، مفتی، شیخ، مہنیں گے، لہذا بنیادی کام تبلیغ ہے۔

ایک تیسری جماعت آئی، وہ کہنے لگی، امن و فساد کا مدار، صلاح و ہذا کا مدار اعمال پر ہے اور اعمال کا جوڑ دل کے ساتھ ہے، اگر دل بن جائے تو اعمال ٹھیک ہو جائیں گے، اور جب اعمال ٹھیک ہوں گے تو حالات ٹھیک ہوں گے۔

حدیث پاک میں ہے:

الا ان في الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد كله ، واذا فسدت فسد الجسد كله ۔

لہذا سب سے بنیادی کام دل کو ٹھیک کرنا ہے، فوج ہو، دل ٹھیک نہ ہوں یگا ڈر یا دہ ہوگا، عدالتیں ہوں، وکلاء ہوں، مارکیٹوں میں بیٹھنے والے لوگ ہوں، ہزار قانون بنائے، قانون نافذ کرنے والے ادارے بنائے، سزائیں بڑھائے، جب تک دل ٹھیک نہیں ہوگا بگاڑ بڑھتا رہے گا اور دل ٹھیک ہوتا ہے ذکر اللہ سے اور صحبت اہل اللہ سے۔

حدیث پاک میں آتا ہے۔

لکل شی صقالة وصقالة القلب ذکر اللہ

ذکر اللہ اور صحبت اہل اللہ سے تجربہ شاہد ہے کہ کافر، مؤمن بن جاتا ہے، مؤمن ولی ہو جاتا ہے، لہذا تمام شعبہائے زندگی میں آج وقت کی ضرورت ہے کہ صرف ذکر اللہ کی دعوت دی جائے، اور محبت و صحبت اولیاء کی دعوت دی جائے، یہ دعوت مختصر بھی ہے، پرکشش اور قابل قبول بھی ہے اور اصلاح کا موثر طریقہ ہے۔

ایک چوتھی جماعت آئی وہ کہنے لگی، اسلام کی شان و شوکت سیاسی قوت میں ہے مدینہ طیبہ میں جب آپ ﷺ نے اسلامی حکومت قائم کر دی، تو کفر کی تمام طاقتیں ٹوٹ ٹوٹ کر اور جوق در جوق قبیلے اسلام میں داخل ہوئے، پھر جب تک اسلامی حکومتوں کو سیاسی استحکام رہا، اسلام دنیا میں غالب رہا، اور تمام شعبے ترقی پذیر رہے، اور جب سے اسلامی حکومتوں میں سیاسی زوال آیا، تمام شعبے منتشر ہوتے گئے، آج بھی یہود و نصاریٰ کی سازش یہی ہے۔ کوئی اسلامی ملک، کوئی اسلامی جماعت سیاسی طور پر مستحکم نہ ہو، آج ملک میں جس جماعت کو سیاسی استحکام حاصل ہے، اس کے ماتحت، اس کی ذیلی شاخیں مضبوط ہیں اور ان کے مقاصد محفوظ ہیں۔ آج یہ دور سیاسی قوت کا دور ہے۔ بنیادی کام یہ ہے کہ اسلامی اور دینی سیاست مضبوط ہو، سیاسی اتحاد ہو، تو اس کے استحکام سے تمام دینی و اسلامی شعبے مستحکم رہیں گے۔

ایک پانچویں جماعت آئی وہ کہنے لگی اسلامی بلندی و ترقی جہاد میں ہے، حدیث پاک میں ہے: **وَفُزْوَ سَنَامَهُ الْجِهَادُ** اور ہمارے پیغمبر ﷺ رسول الملام ہیں یعنی جنگوں والے نبی ﷺ۔ حدیث پاک میں آتا ہے، جب مسلمان جہاد چھوڑ دیں گے، ذلیل ہو جائیں گے، آج کفر صرف اور صرف جہاد بالسیف سے ڈرتا ہے، جہاد کے زندہ کرنے کی آج ضرورت ہے، اگر تمام اسلامی ممالک جہاد کے لیے تیار ہو جائیں اور پورے نظم و نسق سے اپنی طاقت اور وسائل کو استعمال کریں تو کفر ہمارے سامنے ایک ہفتہ نہیں ٹھہر سکتا، لہذا آج سب سے زیادہ بنیادی اور اہم کام یہ ہے کہ جہاد شروع کیا جائے، پھر یہ آہستہ آہستہ بڑھے گا۔

یہ پانچ جماعتوں کے نظریے اور ان کے دلائل ہیں، میں نے عرض کیا ہر کام کی اپنی اہمیت اور فضیلت مسلم ہے، اس میں غلطی یہ ہے ہر کام کی جزوی فضیلت کو کئی فضیلت بنالیا ہے، یہ سب کام ضروری ہیں، مسلمانوں کے لیے ان سب کو کرنا ضروری ہے، لیکن سب کو ملکر کرنے کا مطلب سمجھیں، اس کی مثال یہ ہے، جیسے ایک مکان تیار کیا جائے، اس کی تیاری کے لیے مستزی کی ضرورت، ترکھان کی ضرورت، مزدور کی ضرورت، پلمبر کی ضرورت، سب کام ضروری ہیں۔ اب ان سب کو مل کر تعمیر کے کام کرنے کا کیا طریقہ ہے۔ وہ یہ ہے، مزدور گارا اور اینٹ پہنچائے، مستزی اینٹ لگائے، اور ترکھان لکڑی کا سامان تیار کرے، اس تقسیم کار سے سب مل کر کام کریں گے تو مکان تیار ہو جائے گا، اسی طرح یہ پانچوں نظریے اور دلائل مسلم ہیں، لیکن تقسیم کار ہو ہر ایک کام کے لیے ایک جماعت ہو، اپنے اپنے تجربہ کے مطابق ہر جماعت اپنے فرض منصبی پر کام کرے۔

ادب: (چندہ کے لیے ہدایات)

فقیر کی ذاتی رائے یہ ہے صاحب سلسلہ چندہ کی اپیل بالکل نہ کرے، روکھی، سوکھی، پر خود بھی گزارا کرے، اور طلباء اور فقرہ کو بھی اسی کا عادی بنائے، استقامت کے ساتھ کام کرتا رہے، اللہ تعالیٰ اسباب بنادیں گے۔

عمومی خطاب میں لوگوں کو مسجد و مدرسہ کی ضروریات بتا دے، اور دعا کے لیے ان سے درخواست کرے، ہاں اگر کوئی پوچھ لے، پھر اس کو مسجد، مدرسہ کی طرف متوجہ کرے، کوئی حرج نہیں۔

اسی طرح اہل علاقہ میں جو با اثر آدمی، مدرسہ و مسجد میں دلچسپی رکھے اور آپ کے ساتھ محبت و خدمت کا جذبہ رکھے اس کو ترغیب دو اور تیار کرو کہ وہ دوسرے لوگوں کو تعاون کی طرف متوجہ کرے، مدرسہ اور تعلیم کی اہمیت لوگوں کے دلوں میں بٹھائے۔

چندہ کی تحریک ضروری بھی ہو تو غرباء میں تحریک چلاؤ، کیونکہ غرباء کو دین سے تعلق زیادہ ہوتا ہے، اور علماء اور مشائخ سے عقیدت رکھتے ہیں۔ مسجد و مدرسہ اور علماء کی خدمت کو سعادت سمجھتے ہیں، اور چندہ ان کی کمائی کا حلال طیب ہوتا ہے، اور خوشی دل کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہ سب حالات موجب برکات ہیں۔

ادب: (مدرسہ چلانے کا طریقہ)

صاحب سلسلہ کو چاہیے محض اللہ کی رضا کے لیے استغناء کے ساتھ کام کرتا رہے تو خود لوگ چل کر آئیں گے، اللہ تعالیٰ ان کو بھیجیں گے، اور آپ سے ضروریات کے متعلق پوچھیں گے، ایک وقت فقیر کے مدرسہ کی تنخواہ ہیں چھ ہزار نسی تھیں، پیسوں کا کوئی بندوبست نہیں تھا، دوسرا مہینہ بھی نکلنے والا تھا، فقیر مشکوٰۃ شریف کا سبق پڑھا رہا تھا۔ دو سالک آئے، سبق سے فراغت کے بعد مجھے ملے اور ایک کہنے لگے کہ میری والدہ کی زمین کی پیداوار کا پیسہ آیا ہے، آپ کے مدرسہ میں دینا ہے، وہ پیسے میرے سامنے رکھے، وہ بارہ ہزار تھے، اللہ تعالیٰ ان کو خوش رکھے۔

مجھے اپنے دل میں ندامت ہوئی کہ میں نے اساتذہ کے لیے دو ماہ کی تنخواہیں اللہ سے مانگی تھیں، تو اللہ تعالیٰ نے بغیر سوال کے مجھے عطا کر دیں۔ اگر میں زیادہ مانگتا، وہ زیادہ عطا کرتے، ہمارے مانگنے میں کمی ہے، اس کے خزانوں میں کمی نہیں ہے، واللہ خزائن السموات والارض زمین آسمانوں کے خزانے میرے اللہ کے قبضہ و قدرت میں ہیں۔

مدرسہ میں کمروں کی ضرورت تھی، طلباء اور مہمانوں کے لیے رہائش گاہیں نہیں تھیں، رات دن اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا رہا، پانچ کمرے اور ان کے سامنے برآمدہ کی اشد ضرورت تھی، سلسلے سے دایرہ ایک سالک کا فون آیا کہ میں عمرے کے لیے والدہ کے ساتھ مکہ مکرمہ میں ہوں، آپ کو شاید پیسوں کی ضرورت ہے مجھے حکم کریں تو میں پیسے بھیج دوں، فقیر نے کہا پانچ کمرے ان کے سامنے برآمدہ، تھمبہ آٹھ لاکھ ہے، اس نے کہا دولاکھ ابھی ابھی میں پاکستان سے بھجوا دیتا ہوں، عمرہ سے فارغ ہو کر جب میں پاکستان پہنچوں گا باقی پیسے بھیج دوں گا۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

ایک وقت آیا، فقیر کے مدرسہ کی صرف ماہانہ تنخواہیں تیس ہزار تھیں، دو مہینے نکل گئے، تیسرا مہینہ شروع ہو گیا، پیسوں کا بندوبست نہ ہوا، طبیعت بڑی پریشان تھی، ہر وقت فکر غالب تھا، غریب مدرسین کے چہروں کو میں نہیں دیکھ سکتا تھا، ان کی ضروریات، ان کے دوا علاج، بیوی بچوں کے قحاضے، اور یکشت ساتھ ہزار تنخواہیں، میرے لیے یہ مسئلہ بہت مشکل ہو گیا۔ شب جمعہ کو نیند میں خواب دیکھ رہا ہوں۔ ایک خوبصورت تخت پر بزرگ بیٹھے ہیں، شفاف سفید کپڑے پہنچے ہوئے، ان کا چہرہ نظر نہیں آتا، گہری گہری سفید گہر میں اپنے چہرہ کو چھپائے ہوئے ہے، فقیر نے زمین پر کھڑے ہوئے دونوں کہنیاں تخت پر رکھیں اور اس اللہ والے سے کہنے لگا، حضرت میرے غریب مدرسین ہیں، ان کا کوئی ذریعہ وسیلہ نہیں ہے، سوائے تنخواہ کے، لیکن تنخواہ کا کوئی بندوبست نہیں ہو رہا۔ آپ دعا فرمائیں، تو آپ نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے، میری نیند کھل گئی، آنکھوں سے آنسو جاری تھے، صبح جمعہ کے دن، جہاں میں جمعہ پڑھاتا تھا، میں نے جمعہ پڑھایا، جمعہ کے بعد حسب معمول درس حدیث دیا، فراغت کے بعد مسجد میں بیٹھ گیا، طبیعت پر گرانی اور پریشانی مسلط تھی کہ ایک صاحب، میرے قریب ہوئے اور کہنے لگے، آپ کو کتنے پیسوں کی ضرورت ہے، فقیر نے کہا ساٹھ ہزار، اس نے ساٹھ ہزار دے دیے۔ اس کے بعد فقیر کو خیال آیا کہ تیسرے مہینے کی تنخواہیں ملا کر اللہ سے میں نوے ہزار مانگتا تو اللہ تعالیٰ مجھے نوے ہزار عطا کرتے۔ مگر جتنا میرا دامن تھا اتنا مجھے ملا۔

ادب: (چند ضروری مشورے)

- ۱۔ سلسلہ کے کام کرنے اور دین پر عمل کرنے کا مدار سلف صالحین کی عظمت پر ہے۔ اس لیے بہت ضروری ہے کہ ان پر تنقید و تنقیہ نہ کرے اور نہ کرنے دے۔
- ۲۔ لوگوں کو دین دار بننے کی ترغیب دو، مولوی بننے کی ترغیب دینا ضروری نہیں۔
- ۳۔ اہل علم اور صاحب سلسلہ میں یہ دو باتیں تباہ کن ہیں، (۱) کبر (۲) حرص
- ۴۔ جیب میں ایک چھوٹی کاپی اور دو قلم ہر وقت ہونے چاہئیں، تاکہ جس وقت جو مضمون ذہن میں آئے اس کا اشارہ لکھ لیا جائے۔ میرے پیرومرشد مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جیب میں ہر وقت دو قلم رکھو۔

- ۵۔ کثیر الاشغال آدمی کو چاہیے کہ کاموں کو لکھتا جائے ورنہ وقت پریا نہیں رہتے۔
- ۶۔ جتنا کام سہولت سے ہو سکے وہ کرنا چاہیے۔ طاقت سے بڑھ کر کام کرنا ٹھیک نہیں۔
- ۷۔ اپنے آپ کو مشغول رکھنا چاہیے یا آرام کرنا چاہیے۔ فصول کاموں میں یا مجلس آرامی میں وقت ضائع نہ کریں۔

- ۸۔ نظام الاوقات بنائے، پڑھنا، پڑھانا، کھانا پینا، آرام کرنا، ذکر اذکار، وعظ و نصیحت کی مجالس، اور واردین سے ملاقات و دعا سلام کرنا۔ یہ سب نظم و نسق کے ساتھ ہوں۔ پھر لوگوں کی بھلائی و برائی کا خیال نہ کرے کیونکہ مخلوق کے برا بھلا کہنے سے آدمی برا بھلا نہیں ہو جاتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملہ درست رکھے۔

- ۹۔ اپنے پیشوا اور شیخ کے کہنے کو یا اس کی سختی کرنے کو برا نہ سمجھے بلکہ صبر کرے، شاید اس میں کوئی تربیت یا امتحان مقصود ہو۔

ادب: (تین چیزوں کو مت دیکھو)

- ۱۔ سالک کو چاہیے اپنی آنکھ کی حفاظت کرے۔ تین چیزوں کو بالکل نہ دیکھے، غیر محرم عورت کو نہ دیکھے، اللہ پاک فرماتے ہیں قل للمؤمنین یغضوا من ابصارہم

۲۔ امراء کو مت دیکھے ان کا ہنگامہ، ان کی سواریاں، ان کی کھانے پینے کی صورتیں، ان سب چیزوں سے آنکھ کو محفوظ رکھے، اللہ پاک فرماتے ہیں۔ **ولا تملن عینیک الی متعنا بہ ازواجنا منهم**، بڑے لوگوں کو دیکھنے سے رزق میں برکت تو نہیں آئی گی، رزق جتنا لکھا ہے اتنا ملے گا، مگر امراء کو دیکھنے سے زندگی میں بے چینی، حسرت اور یاس آئے گی، ناشکری اور ناقدری والی زندگی تھیب ہوگی۔ اور کبھی یہ احساس محرومی سنگین جرائم کا سبب بن جاتا ہے۔

۳۔ اپنے کمالات کو نہ دیکھے ورنہ وہ آدمی اہلس بن جائے گا، اہلس نے اپنے آپ کو آدم علیہ السلام کی نسبت خیر کہا، یہ اسی بنا پر کہا جو اس کو سخت مجاہدہ کے بدلہ میں علم و فضل اور کمال و جمال حاصل تھا، تو اس کی نظر اپنی خوبیوں اور فضائل پر پڑی، مردود و ملعون ہوا۔ پھر یہ بھی تو سوچو ایہ فضائل، کمالات، ہمارے ذاتی نہیں ہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطیہ و ہدیہ ہیں، تو ناز کس چیز پر، بلکہ عجز و نیاز کا معاملہ کرنا چاہیے، اور شکر کرتے رہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو شکر والا بندہ بنا دے۔ آمین

ادب: (سکینہ اور وقار کو اختیار کرے)

سالم کو چاہیے، کسی چیز کے حصول کے لیے پیچھے نہ پڑ جائے بلکہ مناسب وسائل اختیار کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا رہے اور اس پر توکل رکھے۔
ادب: سالم کو چاہیے مشائخ میں اور علماء و اساتذہ میں فضیلت و درجہ بندی نہ کرے کہ فلاں زیادہ پڑھے ہوئے ہیں فلاں زیادہ عالم ہیں، فلاں تقویٰ میں بڑھے ہوئے ہیں، بلکہ سب کا ادب کرے، اور اپنے شیخ سے فیض حاصل کرے۔

ادب: (آپس میں ربط ہو)

سالم کو چاہیے، سلسلہ سے وابستہ ساتھیوں سے رابطہ رکھے، ان کو دعوت دے، ان سے مشورہ لے، اور علمی و عملی ہیئت و کیفیت، اپنے شیخ جیسی اختیار کرے۔

ادب: (شیخ بڑا محسن ہے)

دین کی تعلیم و تربیت دینے والا اور اپنے توجہات سے سالک کی اصلاح کرنے والا ایک بہت بڑا محسن ہے سالک کو چاہیے کہ اس کی مکافات کرتا رہے، حدیث پاک میں آتا ہے۔

من لم يشكر الناس لم يشكر الله
جو لوگوں کا شکر یہ ادا نہیں کرتا اس نے اللہ کا شکر یہ ادا نہیں کیا
حدیث پاک میں آتا ہے:

من صنع اليكم فكاثوه فان لم تجدوا ما تكافئونه
فادعوا له حتى تروا انكم قد كافئتموه
جس کسی نے تم پر احسان کیا تم اس کی مکافات کرو، اگر تم مکافات نہ کر سکو تو
ذمیر ساری دعا بھی دو، حتیٰ کہ تم سمجھو کہ مکافات ہو گئی۔
ادب: (آداب کی تعلیم و تربیت)

اللہ پاک نے اپنے حبیب ﷺ کے آداب کی تعلیم و تربیت فرمائی ہے جیسے سورۃ
حجرات میں ہے۔

- ۱۔ رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش قدمی نہ کرو۔
- ۲۔ آپ ﷺ کے سامنے چیخ کر بات نہ کرو۔
- ۳۔ میرے پیغمبر ﷺ کو اس طرح نہ پکارو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو
بلاتے ہو۔

اس آیت کا دوسرا مطلب یہ ہے میرے حبیب ﷺ کے بلا دے کو اپنے
بلاؤں جیسا مت سمجھو، اور ایک تیسرا مطلب یہ ہے کہ میرے حبیب ﷺ کی
دعا کو اپنی دعا کی طرح مت سمجھو۔

- ۴۔ جب آپ کو میرے حبیب ﷺ نے جمع میں بلایا ہو تو بغیر اجازت کے مت اٹھو،

بلکہ اجازت بھی نہ لو، وہ خود اجازت دیں پھر جاؤ۔

۵۔ کھانے کے وقت آپ ﷺ کے پاس مت جاؤ، آپ ﷺ کی ملاقات کرنے سے پہلے صدقہ دو۔ (بعد میں صدقہ کا وجوہ حکم منسوخ کر دیا)

۶۔ اسی طرح فرمایا ملاقات کے لیے میرے پیغمبر ﷺ کو دروازہ پر دستک نہ دو، بلکہ بیٹھے رہو، میرے حبیب ﷺ خود باہر تشریف لائیں، پھر ملو، اور فرمایا جب بات مکمل ہو جائے تو چلے جاؤ، خواہ تنخواہ مجلس آرائی اور سخن سازی مت کرو، عام گفتگو میں الفاظ کی رعایت کرو۔ جس لفظ سے بے ادبی کی بو آئے وہ استعمال نہ کرو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا ۖ عَلِمَاءُ نَعْلَمُ ۚ هِيَ جَوَابُ نَشِينِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَارْثَانِ عِلْمِ نَبِيِّ هِيَ انْ كَلِمَةُ لِي بِهِيَ آدَابُ هِيَ۔

ادب: اپنے شیخ کی ملاقات کے وقت مسواک کر کے اور کپڑے شفاف پہن کر حاضر ہو۔
ادب:

اپنے شیخ کے سامنے دوزانو یا چارزانو ہو کر جم کر بیٹھے، بار بار نشستیں نہ بدلے، اور بدن کو حرکت نہ دے، ادھر ادھر مت دیکھے۔ اگر شیخ گفتگو فرما رہے ہوں تو اپنی نظریں شیخ کے چہرے پر رکھے، ورنہ نیچے رکھے، اور اپنا دل شیخ کے دل کی طرف متوجہ رکھے کہ ان کے واسطے سے میرے دل میں فیض آ رہا ہے۔

ادب:

شیخ کی اگر کوئی بات سمجھ نہ آئے تو اپنے فہم کا قصور سمجھو۔

ادب:

شیخ کے مخالف کی گستاخی شیخ کے رد و نقل نہ کرے۔

ادب:

شیخ کی مخالف مجلس میں شیخ کی حمایت کرے اور اس کا دفاع کرے، اگر دفاع پر قادر نہ ہو تو اس مجلس سے علیحدہ ہو جائے۔

ادب:

عمومی مجلس میں عام سلام کے بعد شیخ سے دوبارہ سلام کرے، اپنا تعارف کرائے، میرے پیرومرشد، مرشد عالم رحمۃ اللہ فرماتے تھے، سلام کے ساتھ تین باتیں بیان کرو۔ (۱) آپ کا نام کیا ہے۔ (۲) آپ کا کام کیا ہے۔ (۳) آپ کا مقام کیا ہے، یعنی کہاں کے رہنے والے ہو۔

ادب: شیخ کے پاس بیٹھ کر ہنسنے نہیں، اور سوال جواب نہ کرے۔

ادب:

شیخ کی سختیوں کو برداشت کرے، اگرچہ بلاوجہ ہو، ممکن ہے یہ تربیت کے لیے یا امتحان کے لیے ہوں۔

ادب:

کسی معاملہ میں بدگمانی نہ کرے، کوئی قابل اعتراض ان کا قول و عمل ہو تو تاویل کرے۔

ادب:

آمدورفت، یا خط و کتابت یا کبھی ہدیہ تحفہ کے ذریعہ ان کا دل خوش رکھے۔

ادب:

طبیعت نہ چاہ رہی ہو تو شیخ کی ملاقات نہ کرے۔

ادب:

ذکر اور فکر کی مجلس میں جس قدر ہو سکے قریب بیٹھو، لیکن اگر مجمع جما ہوا ہے تو اس کے اندر مت گھسو، جہاں جگہ ملے وہاں بیٹھ جاؤ۔

ادب:

خارجی مطالعہ بھی ثواب کی نیت سے کرنا چاہیے، اگر محض دل کو بہلانے کے لیے یا

دل کی گھبراہٹ دور کرنے کے لیے مطالعہ کیا تو یہ دنیا داری ہے، اس سے فائدہ نہیں ہوگا۔

ادب:

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کا مقولہ سنا۔ خارجی مطالعہ کرنے سے پہلے کتاب کا نام دیکھو، اگر اس کا نام اصل مقصود کے مناسب نہ ہو تو مطالعہ نہ کرو، پھر اس کتاب کی تمہید اور مقدمہ دیکھو، اگر وہ مقصود کے مناسب نہ ہو تب بھی مطالعہ نہ کرو۔ اور فقیر عرض کرتا ہے مصنف دیکھو، اگر مصنف قابلِ اعتماد نہیں ہے تب بھی اس کا مطالعہ نہ کرو۔

ادب:

کسی اہل علم اور صاحبِ تقویٰ کے مشورہ سے خارجی کتاب کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

ادب:

سالم کو چاہیے کہ اپنی کارکردگی کے لیے نظام الاوقات بنائے، ہر عمل کا ایک وقت مقرر کرے پھر اس کی پابندی کرے۔

ادب:

صاحب سلسلہ کو چاہیے کہ سالمک کے مزاج و حالات کے مطابق اس کی اصلاح کرے، حدیث پاک میں آتا ہے، کسی غزوہ میں ایک قیدی جو قبیلہ کے سردار تھے، لائے گئے، آپ ﷺ نے فرمایا اس کو مسجد نبوی کے ستون کے ساتھ باندھ دو، جب آپ ﷺ نماز کے لیے تشریف لائے تو آپ ﷺ نے اس سے خیریت پوچھی اس نے کہا، میں قبیلہ کا سردار ہوں، آپ مجھے چھوڑ دیں جو آپ ﷺ چاہتے ہیں میں دینے کے لیے تیار ہوں، ورنہ میرا قبیلہ جنگ جو ہے، وہ مدینہ والوں کو ملایا میٹ کر دیں گے، آپ ﷺ خاموش ہو گئے، پھر دوسری اور تیسری نماز میں بھی اسی طرح ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو، تو اس کو چھوڑ دیا، اس نے غسل کیا، اور حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا، یا رسول اللہ ﷺ مجھے سب سے زیادہ بغض

اسلام سے تھا لیکن سب سے زیادہ محبت اب مجھے اسلام سے ہے۔ میں چاہتا ہوں میرا پورا قبیلہ مسلمان ہو جائے۔ یا رسول اللہ ﷺ میرے دل میں غیظ و غضب مدینہ شہر سے بھی تھا، لیکن اب میں چاہتا ہوں، میری قبر مدینہ میں بنے، یا رسول اللہ ﷺ مجھے سب سے زیادہ نفرت آپ ﷺ کے چہرہ سے تھی، لیکن قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اب سب سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ چہرہ آپ ﷺ کا چہرہ ہے۔ آپ ﷺ کا چہرہ سامنے ہو، میری آنکھیں آپ ﷺ کو دیکھتی رہے۔

آپ مجھے اپنا کلمہ پڑھا دیں، تو وہ مسلمان ہو گئے، تو اصلاح اور دعوت کے طریقے مختلف ہیں، مزاج و حالات کے مناسب طریقہ تجویز کیا جائے۔

حدیث پاک میں آتا ہے ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس ﷺ سے پوچھا، میں روزہ کی حالت میں ہوں، کیا میں بیوی سے بوس و کنار کر سکتا ہوں آپ ﷺ نے اس کو منع فرمایا، پھر ایک دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ نے اپنے متعلق یہی سوال کیا، تو آپ ﷺ نے اس کو اجازت فرمائی۔ وجہ یہ تھی پہلا شخص حالت جوانی میں تھا اور دوسرا درجہ شیوخ میں تھا۔

ادب: (نری اور گرمی)

صاحب سلسلہ کو چاہیے سالکین کی نری سے اصلاح کرے، اگر نری سے نہ وہ تو پھر سختی کرے، لیکن میرا مشاہدہ اور تجربہ یہ ہے آج نری سے اصلاح قبول نہیں کرتے، بھائی اور صاحب کہنے سے بات نہیں بنتی، اس لیے حکماً سختی کرنا ضروری ہے، بعض اہل اللہ کا مقولہ ہے معتقدین کو نری سے سمجھانا چاہیے اور محبین کو سختی سے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے سامنے توراۃ کا نسخہ پیش کیا اور سامنے رکھ کر پڑھنے لگے، آپ ﷺ کا چہرہ انور غصہ سے خوبصورت سرخی مائل ہو گیا، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تنبیہ پر جلدی جلدی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے توراۃ بند کر دی، تو حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا، جیسے یہود و نصاریٰ اپنے دین میں متردد ہیں شاید تم

کبھی متردو ہو، تو اگر سختی مطلقاً بد خلقی ہوتی، تو آپ ﷺ سے یہ سختی صادر نہ ہوتی، آپ ﷺ کے متعلق تو اللہ کا فرمان ہے۔ انک لعلى خلق عظیم

ادب: (مزاح کرنا)

صاحب سلسلہ کو چاہیے کہ سالکین کے ساتھ کبھی کبھی ہنسی اور مذاق کرے، کیونکہ اس سے افادہ اور استفادہ آسان ہو جائے گا۔

ایک ضعیفہ خاتون نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ دعا فرمائیں میں جنت میں جاؤں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، بوڑھیاں جنت میں نہیں جائیں گی، وہ بائے وائے کرنے لگی، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا بوڑھیاں جو ان ہو کر جنت میں جائیں گی۔

ادب: (دیوانہ بن کر رہنا کمال نہیں)

صاحب سلسلہ کو چاہیے دیوانہ اور بھولا بن کر نہ رہے بلکہ ہوشیار بن کر رہے، مردم شناس، معاملہ فہم، اور حاضر دماغ، اللہ پاک نے جو صلاحیت دی ہو، نہ اس کو ضائع کرے نہ اس کو چھپائے۔ حدیث پاک میں آتا ہے۔

المؤمن لا یخدع ولا یخدع

مومن نہ دھوکہ دیتا ہے نہ دھوکہ کھاتا ہے

اگرچہ کرم کے غلبہ سے مومن کبھی دھوکہ کھالیتا ہے، اور یہ فہم و شعور پیدا ہوتا ہے کہ آدمی معاصی نے اجتناب کرے، اختلاط بالاناس چھوڑ دے، اور فضول دیکھنا، بولنا بند کرے، بیشک تجربہ کر لو۔ اس سے فہم اور عقل میں برکت آئے گی۔

ادب: (دل کی سختی)

بعض سالکین کو فکر لاحق ہوتی ہے کہ ہمارا دل سخت ہے، تو یہ کے وقت مناجات کے وقت رونانا نہیں آتا، آنسو نہیں نکلتے، تو اس بات کو سمجھو، یہی فکر ہی رونانا دھوننا ہے، بلکہ اصل رونانا دھونا یہی فکر ہے۔ آنسو تو علامت ہیں، درد و اضطراب کی اور اندوہ و غم کی، بس مطلوب حاصل ہے مگر تکلف رونی آواز نکالے، رونی شکل بنائے۔ بے چینی دکھائے تو اس کے

در بار میں یہ بھی قبول ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے۔

مَنْ تَشَبَهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ

حدیث پاک میں قسامت قلبی کا علاج یہ آیا ہے:

نُهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ إِلَّا فَرُّوْهَا فَإِنَّهَا تُرِقُّ الْقُلُوبَ
وَتُدَمِّعُ الْعَيْنَ وَتَذَكِّرُ الْآخِرَةَ۔

ساکلوں کو چاہیے کہ قبرستان میں جائیں، موتی کے لیے فاتحہ خوانی کریں، اور ان سے عبرت کی باتیں کریں، خصوصاً، اولیاء کرام رحمہم اللہ کے مزارات پر جائیں، اس میں بڑی بڑی حکمتیں ہیں۔

ادب: (عجب اور خود پسندی)

معصیت تو معصیت ہی ہے۔ طاعت بھی آفت سے خالی نہیں، بہت سی طاعات و عبادات ایسی ہیں کہ اللہ سے بندہ کو دور کر دیتی ہیں، بہت سی معاصی ایسی ہیں جن سے بندہ کو معبود کا تقرب حاصل ہوتا ہے، حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ کس طاعت میں فراق ہے، اور کس میں وصال، آپؑ نے فرمایا، جس طاعت کی ابتداء میں امن ہو اور آخر میں کجی۔ ایسی طاعت، عابد معبود میں جدائی ڈال دے گی، اور جو معصیت ایسی ہے کہ جس کے اول میں خوف ہے اور آخر میں عذر، وہ مخلوق کو خالق سے نزدیک کر دیتی ہے۔ بزرگوں کا قول ہے، الاعتذار وان قل فمن الذنب وان جل، یعنی اگر چہ عذر تھوڑا ہو، بڑے بڑے گناہوں کی قیمت ہو جاتا ہے، اٹلیس لعین نے اپنی طاعت پر نظر کی تو عجب پیدا ہوا، ملعون و مردود ہوا اور آدم علیہ السلام سے بھی خطا ہوئی۔

مگر اقبال جرم کیا اور معافی مانگی، تو ندا ہوئی، اچھا اچھا ہم نے بخش دیا، تو یہ بات عالم کو دکھائی گئی، کہ جس طاعت کے بعد عجب ہو وہ کس قدر بے قیمت اور ذلیل شے ہے۔

ادب: (شریعت و طریقت)

شریعت ان اعمال کا نام ہے جن کو انبیاء علیہم السلام اپنی امت کے لیے مقرر

فرماتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے حضرت محمد ﷺ کے عہد مبارک تک کل نبیوں کی خدائی دعوت میں کوئی فرق نہیں ہے، کیونکہ وحی الہی کے موافق دعوت خلق ہوا کرتی تھی۔

وحی الہی کے الفاظ و معانی کو بواسطہ حضرت جبرائیل علیہ السلام انبیاء علیہم السلام سنتے ہیں، سمجھتے ہیں اور ان کو دل میں جگہ دیتے ہیں اور ان کی سماعت بہرہ اندوز ہوتی رہتی ہے۔ ان کی عقل وحی الہی سے نور کا اقتباس کرتی رہتی ہے، سب انبیاء علیہم السلام اصل دعوت میں ہم خیال و متفق ہیں، بالاتفاق ایک زبان ہو کر سب نے اپنی اپنی امتوں کو یہی کہا

الھکم الہ واحد، ان اعبدوا اللہ واتقوہ واطیعون ولا
تشرکوا بہ شیدئا

ہاں لغات و عبارات و استعارات و ارکان شرائع میں البتہ مختلف ہیں۔

دعوت توحید کے علاوہ دعوت عبودیت ہے کہ عبادت کس طرح کرو، ہر زمانہ میں وحی الہی کے موافق اپنی امت کے لیے حسب مصلحت وقت قواعد ملت و اعمال وضع فرماتے ہیں۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام خلائق کے طیب ہیں، پس خدائی باتیں جو نبیوں تک پہنچی ہیں۔ اس کا نام وحی دعوت ہے اور جو لوگ سنتے ہیں، اتباع کرتے ہیں ان کو امت کہتے ہیں، اور اوامر و نواہی و اصول و فروع دعوت کو شریعت کہتے ہیں جملہ احکام پر گردن رکھنے کو اور قبول کرنے کو اسلام کہتے ہیں، اسلام پر ثابت قدم رہنے کو دین کہتے ہیں۔

اب تم غالباً اس کو سمجھ گئے ہو گے کہ شریعت خود احکام و ارکان کا نام ہے اور دین ان پر ثابت قدم رہنے کا نام ہے، طریقت کی راہ بھی شریعت ہی سے نکلتی ہے، شریعت و طریقت میں جو فرق ہے اس کو سمجھو۔

شریعت میں توحید طہارت، نماز، روزہ، حج، جہاد، زکوٰۃ اور دوسرے احکام و معاملات ضروریہ کا بیان ہوتا ہے، اور طریقت یہ ہے کہ ان اعمال کو اخلاص کے ساتھ قلبی صفائی سے آراستہ کرو، نفسانی کدورتوں سے پاک کر دجیسے ریاکاری، جاہ طلبی، کبر و حرص، ظلم و جفا، ہوا نفسانی، اس کو مثال سے سمجھو، کپڑے کو دھو کر ایسا پاک بنالینا کہ اس کو پہن کر نماز

پڑھ سکیں، یہ عمل شریعت ہے اور دل کو پاک رکھنا اور اللہ پاک کی طرف متوجہ رکھنا یہ فعل طریقت ہے۔ ہر نماز کے لیے وضو کرنا شریعت ہے ہمیشہ با وضو رہنا یہ طریقت کا دستور العمل ہے، ظاہری طہارت شریعت ہے، باطنی طہارت یعنی تزکیہ نفس و تصفیہ قلب یہ طریقت ہے۔

خو اس ظاہری سے جن معاملات دین کا تعلق ہے، اس کی رعایت ملحوظ رکھنا شریعت ہے، اور جن معاملات دینی کو قلب و روح سے تعلق ہے، اس کی رعایت کرنا طریقت ہے۔ شریعت میں اگر صحیح عذر ہو تو رخصت ہو جاتی ہے جیسے وضو اور غسل کے بجائے تیمم اور سفر میں روزہ نہ رکھنا وغیرہ مگر طریقت کہتی ہے رخصت ضعیف کے لیے ہے، ترک عبادات عاجزوں پر تخفیف کے لیے ہے چنانچہ ارباب طریقت قوت و ہمت اور جد و محافقت سے کام لیتے ہیں، رخصت و مباح کی راہ سے اپنے کو باز رکھتے ہیں۔ حلال چیزوں کو بھی ڈر ڈر کے استعمال کرتے ہیں۔

پھر نظام فطرت ہے کہ ہر مقصد کے لیے ایک راستہ مقرر ہے اور کچھ اس کی شرائط ہوا کرتی ہیں تو طریقت کے حصول کے لیے شریعت ہی راستہ مقرر ہے، جب مرید راہ شریعت پر واضح چلتا ہے، حقوق شرعی کو بقدر امکان ادا کرتا ہے، اس وقت توفیق خیر اس کی رفیق ہوتی ہے۔ عوام کے دائرے سے وہ نکلتا ہے، خواص کے ہمراہ ہو جاتا ہے، بغیر شریعت کے طریقت کا قصد کرنا ویسا ہی ہے جیسے ایک شخص حج کو جائے اور خلاف سمت کعبہ کے رخ کرے، سالہا سال بھی چلتا رہے گا تو بیت اللہ شریف تک نہیں پہنچے گا۔

سُبْحَنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿۱﴾ وَسَلَامٌ
عَلَى الْمُرْسَلِينَ ﴿۲﴾ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۳﴾



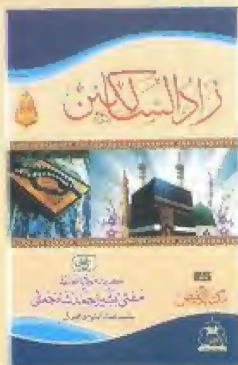
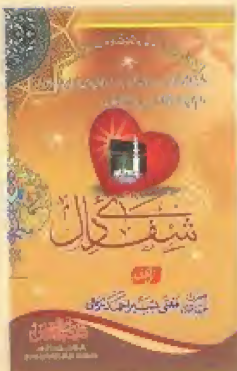
زاد السالكين



حضرت مولانا خواجہ
مفتی بشیر احمد شاہ جمال

مکتبہ الفیض





ملکیت البیت

6-A وارث روڈ لاہور

0331-4275988, 0332-6032840

Design: Hafiz Nasir 0307-4037112